مثل و محاوراتی رباعیات کندنؔ
(چون آہنگوں پر مشتمل)
کندن لال کندنؔ

مثل و محاوراتی رباعیات کندن

(چون آہنگوں پر مشتمل)

کندن لال کندن

ISBN-81901709-9-6

نام کتاب : **مثل ومحاوراتی رباعیات کندنؔ** (چون آہنگوں پر مشتمل)

مصنف : کندن لال کندنؔ

تخلص : کندنؔ

مصنف کا پتہ : 49 دینو باپوری، لاجپت نگر، نئی دہلی ۔ 110024

فون : 011-29843152, 9211000140

وطن : (۱) آزادی ہند سے پیشتر کوٹ قیصرانی تحصیل تونسہ شریف، ضلع ڈیرہ غازی خان، پنجاب (پاکستان)

(۲) آزادی ہند کے بعد، نئی دہلی

سنہ ولادت : یکم اپریل 1936ء

اشاعت اول : 2012ء

تعداد اشاعت : پانچ سو

ناشر : کندن لال کندنؔ

طابع : جے ۔ کے ۔ آفسیٹ پرنٹرز، جامع مسجد دہلی ۔ ۱۱۰۰۰۶

کمپیوٹر کمپوزنگ : آرزو کمپیوٹر (9871528990)

قیمت : دو سو روپے

تقسیم کار

مکتبہ جامعہ لمیٹڈ اردو بازار، جامع مسجد دہلی

کتب خانہ انجمن ترقی اردو 4181 اردو بازار دہلی

انتساب

ڈاکٹر خلیق انجم سابق استاد

شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی

اور

ماہر عروض

ڈاکٹر مغیث الدین مرحوم سابق استاد

شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی

نیز

ڈاکٹر شریف احمد

سابق استاد دہلی یونیورسٹی

کے نام

کیا محاوروں کی خوش بہار چھائی ہے
ندرتِ مضامین کی باڑھ آئی ہے
مثل روز مرّہ یہ کہاوتیں مقولے
بس کے ہر رباعی ان میں نہائی ہے

فہرست

○ **ہماری دیگر تصانیف زیر طبع:**

(۱) اردو ہندی شاعری کا عروضی تقابلی مطالعہ (۲) میں اور میرے تعلق سے

(۳) ترجمہ بھاگوت گیتا

کندن لال: حیات وخدمات

کندن لال میرے اپنے شاگردوں میں ہیں، جن کے مطالعے اور علمی لگن سے میں ہمیشہ متاثر رہا ہوں۔ کندن صاحب نے میرے تعلقات اس وقت سے ہیں جب انھوں نے 1966 میں دہلی یونیورسٹی کے ایونگ کالج میں داخلہ لیا تھا۔ داخلے کا واقعہ یہ ہے کہ میں لیکچرر تو تھا کروڑی مل کا، لیکن دہلی یونیورسٹی کے ایونگ کالج میں بھی لسانیات کی کلاسز لیتا تھا۔ ایک دن میں پروفیسر خواجہ احمد فاروقی مرحوم کے کمرے میں ان کی خدمات حاضر تھا کہ کندن صاحب ایم۔اے میں اپنے داخلے کا فارم لے کر خواجہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں انھیں دو تین دفعہ دہلی کالج (جس کا نیا نام ڈاکٹر ذاکر حسین دلی کالج کر دیا گیا ہے) میں اس زمانے میں دیکھا تھا، جب وہ بی۔اے کے طالب علم تھے۔ غرض خواجہ صاحب نے کندن صاحب سے سامنے کی کرسی پر ہی بیٹھنے کے لیے کہا اور انھوں نے کندن صاحب سے سوال و جواب شروع کیے۔ خواجہ صاحب کا پہلا سوال یہ تھا کہ وہ اردو میں ایم۔اے کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں اچھی ملازمت حاصل کرنے کے لیے اردو میں ایم۔اے نہیں کرنا چاہتا، بلکہ میں اردو میں شاعری کرتا ہوں اور اردو نثر سے مجھے بہت دلچسپی ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اردو زبان اور ادب کے بارے میں اپنی معلومات میں اتنا اضافہ کرلوں کہ جب میں اردو ادب کی دنیا میں قدم رکھوں تو میری تحریروں میں غلطیاں نہ ہوں۔ خواجہ صاحب اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ خواجہ صاحب

نے کچھ اور سوال کیے جن سے معلوم ہوا کہ وہ 1936 میں تونسہ کے قریب کوٹ قیصرانی میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ مقام اس پنجاب میں تھا جو اب پاکستان کا حصہ ہے۔ کندن صاحب کی پیدائش پاکستان میں ہوئی اور وہیں اردو کے ذریعے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ جب ہندوستان کی تقسیم ہوئی تو کندن صاحب کے خاندان کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس زمانے میں ان کے والد لیکھو رام مدان صاحب بلوچستان میں سرکاری ملازم تھے۔ حالات نے کندن لال کے خاندان کو پاکستان سے ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ خاندان گوڑگاؤں آ گیا جہاں اسے چار سال تک خیموں میں زندگی گزارنی پڑی۔ یہیں رہتے ہوئے انھوں نے چھٹی جماعت میں داخلہ لیا اور اس طرح تعلیم کا سلسلہ دوبارہ شروع ہو گیا۔ انھوں نے ساتویں سے دسویں کلاس تک گورنمنٹ اسکول ہریانہ میں تعلیم حاصل کی اور ان کا ذریعہ تعلیم اردو تھا۔ دسویں تک تعلیم حاصل کرنے کے بعد قسمت انھیں دہلی لے آئی، جہاں ان کی تعلیم کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کندن صاحب کو مزید تعلیم حاصل کرنے کی بہت لگن تھی، مگر 1964 میں جب حالات سازگار ہوئے تو انھوں نے ایف اے کا امتحان دیا اور امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوئے۔ کندن صاحب ڈاکخانے میں کلرک کی حیثیت سے ملازم ہو گئے تھے۔ لیکن ان کی تعلیم کا شوق برقرار رہا اور انھوں نے اپنی تعلیم کو جاری رکھا۔ بی۔اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد انھوں نے 1966 میں دہلی یونیورسٹی میں اردو ایم۔اے میں داخلہ لیا اور ان سے اسی زمانے میں میری ملاقات ہوئی۔ کندن صاحب کو چوں کہ پڑھنے کا بہت شوق تھا، اس لیے وہ کلاس سے باہر بھی اپنے اساتذہ سے علم حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور اسی سلسلے میں انھیں چند اساتذہ سے قربت حاصل ہو گئی۔ میری خوش نصیبی کہ میں بھی ان اساتذہ میں سے ایک تھا۔ میں ہمیشہ کندن صاحب کی تعلیمی لگن سے متاثر رہا ہوں۔ انھوں نے سرکاری ملازم کی

حیثیت سے ایم۔اے اور پھر ایم لٹ کا امتحان پاس کرلیا۔کندن صاحب کو پنجاب کے مشہور شاعر اختر امرتسری سے تلمذ حاصل تھا۔انھیں کے مشورے سے انھوں نے اپنا تخلص 'مہربان' سے بدل کر 'کندن' اختیار کرلیا تھا۔کندن صاحب کی شاعری کا آغاز 1967 میں ہوا۔ اور ان کی شاعری کا پہلا مجموعہ 'ارمغان کندن' کے نام سے 1987 شائع ہوا۔ یہ شعری مجموعہ اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے شائع ہوا۔مغربی بنگال اردو اکادمی نے اس مجموعے کو انعامات سے نوازا۔کندن صاحب کی دوسری کتاب 'مثنوی لذتِ عشق' ہے، جو ہندی میں 1987 میں شائع ہوئی۔کندن صاحب نے اپنے استاد بخشی اختر امرتسری کی رباعیات مرتب کرکے شائع کیں جو اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے 1989 میں شائع ہوئی۔کندن صاحب نے اپنے استاد بخشی اختر امرتسری کی رباعیات مرتب کرکے شائع کیں جو اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے 1989 میں شائع ہوا۔کندن صاحب کا ایک نثری کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے اردو نثر میں 'تاریخی مثنویاں' (شمالی و جنوبی ہند میں۔تحقیقی وتنقیدی مطالعہ) شائع کیں۔اس تحقیقی وتنقیدی کتاب کو بہت پسند کیا گیا، جو فخرالدین علی احمد میموریل سوسائٹی لکھنؤ کے مالی تعاون سے شائع ہوئی۔اس کتاب پر تین ادبی اداروں دہلی اردو اکادمی، اردو اکادمی یوپی اور بھاشا و بھاگ پٹیالہ نے انعامات سے نوازا۔اس کتاب کے دو اڈیشن شائع ہوئے۔ پہلا 1990 میں اور دوسرا 2001 میں۔کندن صاحب کو عروض پر بھی اچھی خاصی قدرت حاصل ہے۔ انھوں نے عروض کے موضوع پر دو کتابیں تحریر کی ہیں۔غزلیات کے علاوہ رباعیات میں بھی انھیں دلچسپی ہے۔ چنانچہ اس موضوع پر بھی ان کی چار کتابیں شائع ہوچکی ہیں۔انھوں نے عروض کے سلسلے میں ایک بہت اہم کتاب 'ہندی شعر و شاعری کا عروضی تقابلی مطالعہ' کے نام سے لکھی ہے، جو زیرِ طبع ہے۔کندن صاحب کی ایک اہم کتاب ہندی سے اردو میں 'بھاگوت

گیتا' کا ترجمہ بھی ہے، جو ابھی زیرِ طبع ہے۔

کندن صاحب ریٹائر ہو چکے ہیں، لیکن ان کی تمام تر دلچسپیاں اردو شعرو شاعری میں ہیں۔ لیکن وہ ہمہ وقت اردو کے جدید و قدیم ادب کے مطالعے میں مصروف رہتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان کا شمار بہت جلد اردو کے مشہور اسکالروں میں ہوگا۔

ڈاکٹر خلیق انجم

سابق استاد دہلی یونیورسٹی

و جنرل سکریٹری، انجمن ترقی اردو (ہند)

کندنؔ کی رباعیاں

یادش بخیر! شعبۂ اردو، دہلی یونیورسٹی کے جامعہ شبینہ کی کلاسیں بھی عجیب، کلاسیں تھیں:

اک دھوپ تھی کہ ساتھ گئی آفتاب کے!

اساتذہ روزانہ مطالعے کے بعد لکچر دیتے اور طلبہ ذوق وشوق سے پڑھتے تھے— کندن لال کندنؔ انھیں طلبہ میں سے تھے۔ عجیب تر یہ کہ مادری زبان پنجابی اور شیدائی اردو شعر وادب کے— ''وفاداری داری بشرطِ استواری'' کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہوگا کہ راجندر سنگھ بیدی کی طرح ملازمت کی ڈاک خانے کی اور افسانے، یادگار افسانے لکھے اُردو میں— کندن نے بھی اپنی مدّتِ ملازمت محکمہ ڈاکخانے کی نذر کی اور تقریباً ایک درجن کتابیں لکھیں، اردو میں— کندن کے پاس ایک اَن تھک قلم ہے—یوں، وہ نثر بھی لکھتے ہیں، اور شعر بھی کہتے ہیں۔ غزل، قطعہ، نظم، وہ کسی پر بند نہیں، لیکن رباعی اُن کا خاص میدان ہے—اور عجیب بات یہ بھی ہے کہ اُردو شعراء کی جوان نسل فن کے رموز سے بڑی حد تک نا آشنا ہے، جب کہ کندن ان رموز سے گہری آشنائی رکھتے ہیں۔ انھوں نے بہت اچھی رباعیاں کہی ہیں اور اُن کی کئی کتابیں عروض اور بطورِ خاص رباعی کے اوزان و بحور پر ہیں۔ جن پر مختلف اداروں اور اکیڈمیوں نے انعام دے کر، ان کی لیاقت کا اعتراف بھی کیا ہے۔

زیرِ نظر مجموعہ، رباعی سے اُن کی شیفتگی کا تازہ ثبوت مگر ایک خاص التزام کے

ساتھ — یہ کہ ہر رباعی کسی ضرب المثل یا محاورے کو اپنے دامن میں لیے ہوئے ہے۔
کہا جا سکتا ہے کہ عمداً اور قصداً کسی مثل یا محاورے پر مبنی شعر (یا رباعی) کو بنیاد
بنانا، کاری گری یا صناعی تو ہو سکتا ہے، لیکن ضروری نہیں کہ شعریت کا متحمل بھی ہو سکے۔
قصداً اور ارادۃً اکثر و بیشتر برجستگی، بے تکلفی، اثر تازگی اور لطافت کا خاتمہ کر دیتا ہے۔ اور
کندنؔ اس خطرے سے باخبر ہیں۔ انھیں اپنے پہ اعتماد ہے۔ اور اس اعتماد کا نتیجہ یہ
مجموعہ رباعیات ہے۔

اس التزام اور اہتمام میں ایک قابل ذکر نکتہ یہ بھی ہے کہ کندنؔ نے اردو کے دو
ماہرین عروض — سحرؔ عشق آبادی اور ڈاکٹر اوم پرکاش زارؔ علامی — سے گہرا اثر قبول کیا
ہے (اس اثر میں رودکیؔ جیسا شاعر بھی شامل ہے) اور یوں دو سے چار آہنگ تک
رکھنے والی رباعیاں کہی ہیں:

پاؤں جو بڑھایا ہے ہٹانا نہ حبیب
جو عہد کیا ہے وہ بھلانا نہ حبیب
وعدہ جو کیا یار نبھانا وہ ضرور
''طوطے کی طرح آنکھ بدلنا'' نہ حبیب

قسمت لکھتا جنم سے پہلے ہے رب
قسمت کے ہاتھ بات ہو کندنؔ سب
تم کوشش کرکے دیکھ لو بے شک اب
مولا نے جو لکھی وہ ملتی ہے کب

ڈھل جائے گا ترا جوبن جانی
آ لگ سینے سے چھوڑو نادانی

اتراتی ہے کیوں جھوٹے جوبن پر
ہم دم "کس برتے پر تتا پانی"

ہر بحر کی ناپی گہرائی ہم نے
آنکی ہر کوکب کی اونچائی ہم نے
اک دِل کی گہرائی نہ تم جان سکے
کتنی حسرتیں اس میں چھپائی ہم نے

ہے دُرِ خوش آب رباعی اپنی
ہے دُرِّ یتیم سے اک اک یہ بنی
دُرِّ یکتا سے چن کے سجایا اس کو
ہے گنج الماس کی اعلیٰ یہ کنی

مذکورہ رباعیاں کندن کی بہتر رباعیاں کہی جاسکتی ہیں۔ایسی بہت سی رباعیاں حوالے کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں۔لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ اس مجموعے کو ساختہ صنعت گرانہ رباعیوں سے بالکل خالی کہا جاسکے۔بس یوں سمجھ لیجیے کہ:

گاہے گاہے غلط آہنگ بھی ہوتا ہے سروش!

ان سطور کا لکھنے والا ارباب ذوق اور فنکار کے بیچ میں تادیر حائل نہیں ہونا چاہتا۔لیجیے اپنے فنکار کو پڑھیے۔

ڈاکٹر شریف احمد

سابق استاد دہلی یونیورسٹی

رباعی

مشہور ادیبوں میں ہے نام کندنؔ
مصداقِ صداقت ہے کلامِ کندنؔ
اصناف جو ہیں، سب ہیں مرصّع منظوم
یہ جانئے ''کندن'' ہے کلامِ کندنؔ

نشاطؔ امروہوی

اوزانِ رباعی سے انحراف! کیوں؟

جس طرح نظامِ حکومت کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لیے ہر ملک کا اپنا منشور ہوتا ہے اس طرح ہر ملک کی زبان کا بھی منشور ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے اس ملک کی زبان و ادب کو خوش آہنگ خوش الحان مترنم بنایا جاتا ہے نیز جس سے موزوں بات کہی جاسکتی ہے اس کو صرف ونحو کہتے ہیں عربی فارسی اور اردو زبان کی شعروشاعری جس سائنٹفک فن کی اساس پر ٹکی ہے اُسے ''علمِ عروض'' کہتے ہیں۔ فنِ علم عروض عرب سے ایران کے راستے ہندوستان میں اپنے اصلی رنگ وروپ میں نہیں بلکہ ذرا بن سنور کے آیا۔ ایران سے یہ علم اخفشی غازے سے سج دھج کر پہنچا تھا جو ہندوستان میں اپنے درست و غلط دونوں اثرات لگاتار دِکھا رہا ہے یہ اثرات ہندوستان میں خواجہ نصیرالدین طوسی کی معرکتہ الآرا تصنیف معیارالاشعار کے ذریعے زیادہ پہنچے فارسی کی ایک اور تصنیف المعجم فی معائیر اشعارالعجم[1] بھی عروض وقوافی اور نقدِ شعر پر بہت اہم کتاب ہے۔ جس کا مطالعہ کم عروضیوں نے کیا ہے۔ مذکورہ تصنیف معیارالاشعار سے بہت اچھی ہے۔ شمس الدین، محمد بن قیس الرازی کی تصنیف ہے۔

''علمِ عروض شعروشاعری کی روح ہے ان کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے اگر شاعری سے روح کو نکال دیا جائے یا اس سے انحراف کیا جائے تو اس کی وقعت اس بے جان جسم کی طرح رہ جائے گی جس سے روح پرواز کر گئی ہو۔

انسانی معاشرے کی ابتدا کے ساتھ علم وفنوں کی ابتداء ہوگئی تھی، سنسکرت زبان میں ایک

---

[1] 1908 میں مطابق 1348ھ میں شائع ہوئی جس کا ایک ... عظم گڑھ میں موجود ہے۔

قول کے مطابق چھند (عروض) وید (یعنی گیان) کے پاؤں ہیں (छन्दः पादौतु वेदस्य) اس قول سے پہلی بات تو یہ سمجھ میں آتی ہے کہ وید اور چھند کا غالباً ایک ساتھ جنم ہوا۔ دوسری یہ کہ وید نے چھند کو جب تک اپنے پاؤں نہیں بنایا وہ ایک قدم بھی نہیں چل پایا۔ جس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ (چھند) علم عروض نہایت ہی اہم علم ہے اس سے روگردانی یا انحراف کرکے موزوں بات کہنا ممکن نہیں۔

ہر ملک کا قدیم ادب یا الہامی کتب ہوں۔ نظموں کی شکل وصورت میں دستیاب ہوتا ہے۔ ''زبور'' وہ قدیم الہامی کتاب ہے جو نظم کی صورت میں تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام اس کی نظمیں انتہائی خوش الحانی کے ساتھ پڑھتے تھے ان کی آواز کی ترنم غنا اور سحر امیزی ایسی تھی کہ انسان ہی نہیں چرند پرند بھی ان کی آواز سے مسحور ومسحور ہو جاتے تھے۔ سنسکرت میں رامائن ہو یا مہابھارت و گیتا بھی طویل نظم کی شکل میں ہیں یہی صورتِ حال مغربی ادب کی ہے وہاں بھی مذہبی یا ادبی پارے نظم میں ہی لکھی جاتی رہیں۔ یہ سارا منظوم ذخیرہ ایسی نظموں کی شکل میں ہے جو بحر وزن کے التزام میں پایا جاتا ہے۔

اکثر محققین کی رائے کے مطابق اچاریہ پنگل کا چھند سوتر کا زمانہ'' دو سو سال قبل از مسیح[1] ہے اور یونانی شاعر ہومر کا مجوزہ زمانہ دسویں صدی قبل از مسیح ہے'' جس سے پتہ لگتا ہے ہندوستانی اور یونانی عروضیوں کی بزرگی کو سب تسلیم کرتے ہیں۔

عربوں کے اور اہل ہند کے تعلقات بھی قدیمی ہیں ایک زمانہ تک ہند کی تلوار کا چرچا چار دانگ عالم میں مشہور تھا جس کی تصدیق خزانہ عامرہ میں درج اس عبارت سے ہوتی ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اصلاح شعر مسنون ہے۔

انسٹھ مرد شاعر اور بارہ خواتین شاعرہ سب اکہتر بشر جناب عرش تاب رسول خدا صلی اللہ وسلم کے مداح تھے ایک بار کعب ابن زبیر نے حضرت کی مدح میں شعر کہہ کر گزار جس کا مطلب ہے۔ پیغمبر ایک نور ہے کہ اس سے روشنی حاصل کی جا سکتی ہے جو ایک کھینچی

---

[1] ڈاکٹر جگدیش ہندی ساہتیہ کوش

ہوئی تلوار سے جو شمشیر ہائے ہند سے تیز و بزّاں ہے۔ حضرت نے کعب ابن زبیر کے شعر میں اصلاح کی سیوف الہند کے عوض سیوف اللہ بنا دیا۔

ہر زبان کا حروفی نظام یعنی ترتیب حرکات وسکنات مخصوص ہے، عربی علم عروض کے موجد و واضع خلیل بن احمد بصری علیہ الرحمہ ہیں عربی عروض میں اکائیوں کو اسباب اوتاد وفواصل کہتے ہیں مگر اس کی بنیاد حرکات وسکنات ہیں جسے اجزائے اولیہ کہتے ہیں۔ سنسکرت عروض کا بھی یہی دستور ہے یاد رہے کہ خلیل نے اجزائے ثانیہ یعنی اسباب اوتاد وفواصل سے چار اجزاء سبب خفیف وتد مجموع وتد مفروق اور فاصلہ صغریٰ کے اختام سے ارکان عشرہ کو تشکیل دے کر بحریں بنائی بحر بنانے میں اگر صرف حرکات وسکنات کے اجتماع سے کام لیتا تو پنگل چھند سوتر کے سوا کچھ اور نہ ہوتا اجزائے ثانیہ یعنی اسباب و اوتاد وفواصل کے اجتماع بقائدہ تقدیم وتاخیر بنائے گئے جو علم صرف کے بھی مطابق ہیں ان اجزائے ثانیہ کو بقاعدہ تقدیم وتاخیر رکھنے سے اگر بحر بنائی جاتی تو بھی وہ علم صرف کے ارکان پر مشتمل ہوتیں۔ اس صورت میں ضروری نہ ہوتا کہ کوئی بحر ارکان اصلی پر مبنی ہے یا غیر اصلی ارکان پر، خلیل نے علم صرف کے مطابق ارکان تشکیل دے کر جو بحریں بنائی ان میں حرکات وسکنات کا بھی مقام ہے اور اسباب واوتاد وفواصل کا بھی اس لیے ماننا پڑے گا عروض خلیلہ صرف حرفی ہے مقداری نہیں کیونکہ اس میں حرکات وسکنات کا التزاز کار فرما ہے۔ برعکس اس کے پنگل چھند سوتر حرفی بھی ہے اور مقداری بھی، بہر حال عربی عروض کی اساس بھارتی چھند سوتر پر رکھی گئی ہے لیکن خلیل نے اجزائے ثانیہ عربی علم عروض کے حساب سے تشکیل دے کر الگ راہ نکالی۔ یہی وجہ ہے بنیاد ایک جیسی ہوتے ہوئے بھی دونوں عروض مختلف ہیں پھر بھی عروض خلیلہ کی ہر سالم ومزاحف بحور پنگل کے عروض میں اوّل تو مل جاتی ہے ورنہ پیدا کی جاسکتی ہے۔

اردو شاعری میں تقریباً بیس اصناف سخن وجود میں ہیں جن میں کچھ مثلاً غزل، قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، تا اسی ترجیع بند ترکیب بند قطعہ ماہیا اور باعی وغیرہ۔ ان میں سے کچھ

اصناف مخصوص بحور میں کہی جاتی ہیں مثلاً مثنوی، ماہیا اور رباعی۔

صنف رباعی کے اوزان کی ایجاد کا سہرا استاد رودکی کے سر ہے ابتدائی عربی شعری ادب میں صنف رباعی کا وجود نہیں۔ مگر محققین کی متفقہ و مسلمہ رائے ہے اصناف سخن میں رباعی اہل ایران کی ایجاد ہے۔ حضرت ابوعبداللہ محمد رودکی نے عید کے دن 251 میں چوبیس اوزان بنائے تھے۔ رباعی چونکہ اچھے اچھے راگوں پر گائی جاتی ہے اس لیے اس کو ترانہ بھی کہتے ہیں۔ رباعی میں صرف دو بیت ہوتے ہیں۔ اس لیے اس کا ایک نام دوبیتی بھی ہے۔ رباعی کے لیے بالکل ضروری نہیں کہ تمام مصرعے غزل کی طرح ایک ہی وزن میں ہوں اس کے چاروں مصرعے الگ الگ اوزان میں کہے جا سکتے ہیں یہ ایک بڑی آزادی ہے جو دوسرے اصناف سخن میں نہیں رباعی کا مصرعہ اوّل دوم اور چہارم ہم قافیہ ہوں تو ایسی رباعی خصّی کہلاتی ہے اور چاروں مصرعے ہم قافیہ ہوں تو غیر خصّی کہلاتی ہے۔ غیر خصّی رباعی مترنم زیادہ ہوتی ہے۔

تقریباً تمام عروضی اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ رباعی کی بنیاد غلتاں غلتاں ہے رود تالب گو آگور'' مصرعہ پر رکھی گئی تھی قطع نظر اس سے یہ جملہ کس نے کہا ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ مذکورہ جملہ جب مختلف بحور میں تقطیع ہوتا ہے تو پھر ہزج سے اس کو کیوں منسوب کیا گیا؟

بحر رجز مثمن مزاحف   مرفوع مخبون مسکّن   مرفوع مخبون مسکّن   مجبوب   مطوّی   مطوی مذال

تقطیع دیکھیے   فعلن   فعلن   مفاعلن   مفتعلن   مفتعلان

اس طرح بحر ہزج   غلتا   غلتا   ہے رود   تالب گو   تالب گور

مثمن مزاحف   اخرب   مقبوض مخنق   مکفوف   مجبوب   اہتم

مفعولن   فاعلن   مفاعیل   فعل   فعول

تقطیع دیکھیے   غلتا غل   تا ہے   رود تال   ب گو   ب گور

اسی طرح ۔بحر رمل مثمن مزاحف ۔بحر ہزج مثمن مزاحف ۔بحر عمیق مثمن مزاحف میں مذکورہ جملہ تقطیع ہوتا ہے (دیکھئے ہماری تصنیف ارمغان عروض)

رودکیؔ اپنے زمانے کے جید عالم وذہین شخص تھے انھوں نے ۔بحر ہزج کے مندرجہ بالا وزن پر سنجیدگی سے غور کیا تو فوراً سمجھ گئے کہ '' فاعلن '' جو مندرجہ بالا وزن میں حشو اول میں ہے وہ یہاں زحاف اُشتر کے مرہونِ منت نہیں کیونکہ اشتر مرکب قبض وخرم کا ہے جو مختص بصدر وابتدا ہے وہ حشو بن میں عمل نہیں کرتا '' فاعلن '' عمل تخنیق سے حشو میں آتا ہے رودکیؔ نے ۔بحر ہزج کا اصل وزن مفعول مفاعلن مفاعیل فعل فعول ایجاد کیا چونکہ رودکیؔ کے عہد میں زحاف تخنیق مروج تھا زحاف تسکین محقق طوسی نے بعد میں ایجاد کیا اس لیے رودکیؔ کا ۔بحر رجز، ۔بحر رمل ۔بحر ہزج اور ۔بحر عمیق میں زحاف تسکین کے استعمال کا سوال ہی نہیں اُٹھتا۔زحاف تسکین سے بھی ۔بحر رجز سے رباعی کے چھتیس اوزان نکل سکتے ہیں (دیکھئے ہماری تصنیف معراج فن) یہاں بھی آپ دیکھیں گے ان رباعیات میں ہم نے زحاف تسکین کے تحت چھتیس اوزان میں ارکان درج کردیے ہیں اور ساتھ ساتھ ۔بحر ہزج کے تحت بھی چھتیس اوزان دے دیے ہیں جو حروف متحرک وساکن کے تقابلی اعتبار سے وہی ہیں جو ۔بحر ہزج سے نکلتے ہیں۔

رودکی کے پیش نظر دو اصول تھے حکم معاقبہ اور سبب پے سبب وتد پے وتد۔(۱) معاقبہ کا مطلب ہے اگر کسی سالم رکن میں دو سبب خفیہ ایک ساتھ ہوں تو ان ساکنوں کو بیک وقت گرانا درست نہیں (کیونکہ کئی متحرک حروف ایک ساتھ جمع ہو جاتے ہیں) الگ الگ زحاف کے عمل سے گرا کر حاصل شدہ مزاحف آہنگ ایک دوسرے کی جگہ ۔بحر میں ازروئے معاقبہ رکھے جاسکتے ہیں۔علم عروض میں اس کی اجازت ہے اس سے کلام ناموزوں نہیں ہوتا۔اگر ایسی اجازت نہ ہوتی تو پھر رباعی سے چون اوزان نہیں نکل سکتے تھے۔

(۲) سبب پے سبب وتد پے وتد کا مطلب ہے ۔بحور میں پہلے رکن کا اخری جزو سبب یا وتد ہے تو اگلے آنے والے رکن میں یعنی حشو اوّل کے پہلا جزو میں بھی سبب یا وتد

لازمی رکھنا ہوگا۔ چاہے وتد مجموع ہو یا وتد مفروق اس سے کوئی تعلق نہیں۔

کچھ عروضیوں کا بیاں ہے کہ رباعی میں ارکان ایجاد کرنے کے لیے مفاعیلن میں درج ذیل دس زحاف مفعول (اخرب) مفعولن (خرم) فاعلن (اشتر) مفاعلن (قبض) مفاعیل کف فعل (جب) فع (بتر) فعول (اہتم) فاع (جب وکشف) عمل کرتے ہیں اور دس مزاحف رکن حاصل ہوتے ہیں۔ یہ ان کی علم عروض سے ناپختہ واقفیت کی دلیل ہے۔ مفاعیلن حشو میں بھی سالم رکن کی حیثیت نہیں رکھتا یہ تخنیق زحاف کے مرہون منت ہے۔

(۱) بتر خدف وقطع کا مرکب ہے محض فعولن متقارب میں عمل کرتا ہے ہزج مفاعیلن میں نہیں۔

(۲) زلل کو اہتم مخنق کہنا چاہیے

(۳) فاعلن حشو میں زعاف تخنیق کے عمل سے وارد ہوتا ہے زعاف اشتر سے نہیں

مرزا غالب نے بھی ادبی خطوط ص 56 میں یوں رقمطرازی کی ہے۔ ''رباعی کے باب میں مختصر یہ ہے کہ اس کا ایک وزن معین ہے۔ عرب میں یہ دستور نہ تھا سوائے عجم کے یہ بحر ہزج سے نکلی ہے۔ مفعول مفاعلن فعولن بحر ہزج مدس اخرب مقبوض مقصور اس وزن پر فعلن بڑھا دیا۔ ''مفعول مفاعلن فعولن فعلن'' زماف اس میں بعض کے نزدیک چوبیس اور بعض کے نزدیک اٹھارہ ہیں سب جائز اور روا ہیں اور اس بحر کا نام بحر رباعی ہے''

چنگیزی نے اپنی تصنیف ''چراغ سخن'' صفحہ 77 میں ذکر کیا ہے۔ غالب نے عود ہندی میں رباعی کا ایک وزن مفعول مفاعلن فعولن فعلن بھی تحریر کیا ہے مولوی نجم الغنی نے بحر الفصاحت میں صفحہ 281 میں مرزا غالب کے اس آہنگ کے تعلق سے بھی ذکر کیا ہے۔ ہمیں تعجب ہے کہ کچھ ناقدین کی رائے کہ مرزا غالب اپنے وقت کے ماہر عروض تھے ممکن ہے ایسا ہو ہم اس بحث میں پڑنا نہیں چاہتے مگر موصوف کا رباعی کے آہنگوں میں

فعولن اور فعلن کا ذکر کرنا کہاں تک درست ہے؟ کیا بحر ہزج کے تحت فعولن فعلن آ سکتا ہے؟ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا غالبؔ عروض دانی میں کتنے ماہر تھے؟ رباعی کے مزاحف رکن حاصل کرنے کے لیے صرف چھ زحاف عمل کرتے ہیں۔

۱۔مفعول اخرب ۲۔مفاعلن (قبض) ۳۔مفاعیل (کف) ۴۔فعل (جب)

۵۔فعول اہتم مخنق اور تخنیق آخری زحاف عام ہے، بحر کے ہر رکن میں آ سکتا ہے۔

استاد رودکیؔ کو صرف اتنا وقت نصیب ہوا ہوگا۔ وہ اپنے ایجاد کردہ اوزانوں پر دوبارہ غور نہیں کر سکے اگر اپنے مقرر کردہ اصولوں پر غور کرتے تو مزید اوزان بھی نکال لیتے صدیوں بعد خاتم العروض شری بھگوان چندر بھٹنا گر سحرؔ عشق آبادی مرحوم نے 1960 میں انہی اصول کے تحت جو رودکیؔ نے استعمال کیے تھے چوبیس اوزانوں میں بارہ اور جوڑ کر رباعی کے اوزانوں کی تعداد چھتیس تک پہنچادی اور علم عروض کا دامن وسیع کیا۔

مزید 1966 میں اردو رسالہ صبح دہلی کے اگست ستمبر کے شمارہ میں غالبؔ اور عندلیب شادانی کے عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا۔ جس میں سحرؔ عشق آبادی نے اوزان رباعی کی طرف ان الفاظ میں اشارہ کیا جس کے متعلق خود سحرؔ نے رسالہ نگار میں لکھے تھے۔

> ''میں موجد عروض نہیں جو کچھ بزرگوں کا عطیہ ہے اُسے نکھار سنوار کر کے نذر ناظرین کر دیتا ہوں تکمیلہ رباعی کے تحت نگار اپریل 1960 صفحہ 77 پر چھتیس اوزان دہی شروط وقواعد سامنے رکھ کر پیش کیے ہیں۔ جو موجد رباعی حضرت ابوعبداللہ رودکیؔ نے 251ھ میں بنائے تھے۔''

ڈاکٹر اوم پرکاش زار علامی مرحوم جانشیں سحر عشق آبادی نے انھیں اصولوں وقواعد کے تحت اٹھارہ اور اوزان ایجاد کیے ان کی مجموعی تعداد چون تک پہنچادی علم عروض کا دامن وسیع تر کر دیا اس کے بعد بحر ہزج سے مزید اوزان نکالنے کی گنجائش نہیں چھوڑی۔

آجکل صنف رباعؑ کے نئے اوزان ایجاد کرنے ولوں کی قطار لگی ہوئی ہے غالباً یہ

نجم الغنی کی بحر الفصاحت میں درج عبادت کی بدولت ہے کہ رباعی کے اوزان کی تعداد 82944 (بیاسی ہزار نو سو چوالیس) ہو سکتی ہے راقم الحروف بڑے احترام کے ساتھ کہنا چاہتا ہے کہ نجم الغنی نے چوبیس اوزان جو رودکی نے ایجاد کے لیے ان میں ایک وزن کا بھی اضافہ نہیں کیا موصوف کا یہ دعویٰ بے بنیاد اور گم راہ کن ہے۔ ڈاکٹر عنوان چشتی مرحوم نے اپنی تصنیف عروضی فنی مسائل میں رباعی کے اوزان کی تعداد کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے ایک لاکھ چوبیس ہزار چار سو سولہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ موصوف نے مذکورہ تصنیف میں نئے بارہ اوزان کے اضافہ کا بھی ذکر کچھ اس طرح کیا ہے کہ ان کی ایجاد معلوم ہوتے ہیں ہو سکتا ہے۔ انھوں نے غیر شعوری یا شعوری طور پر جن چھتیس اوزانوں تک تعداد پہنچانے کا ذکر کیا ہے ان میں بارہ اوزان وہی ہیں جو 1960 میں سحر عشق آبادی نے نکالے تھے۔

دوسرا قابل ذکر نام رمز آفاقی کا آتا ہے جس کے تعلق سے ڈاکٹر اسلم حنیف نے ماہنامہ گلابی کرن دہلی جون 1989 میں بہ عنوان مسئلہ رباعی کے اضافی اوزان'' چھتیس سے بہتر تک پہنچانے کا ذکر کیا ہے جہاں تک رمز آفاقی کی عروض دانی کا تعلق ہے اس میں گنجائش کلام نہیں موصوف کی نظر کی گہرائی اور مسائل پر گرفت لائق تحسین ہے لیکن رمز آفاقی کا زماف وفور کے تحت رباعیات کے اوزان کا بہتر تک اضافہ کے قول کو تسلیم کرنے میں کئی قباحت مانع ہیں۔

''وفور کا لغوی معنی زیادتی یا اضافہ کے ہیں اور رودکی کے اس ایجاد کردہ زحاف جس کا موصوف نے بھی استعمال نہیں کیا۔ کیا وقعت رہ جاتی ہے قارئین خود فیصلہ کریں جب رکن صدر و ابتدا میں ایک حرف کا اضافہ ہوگا جس کا نہ کسی بحر سے تعلق ہے نہ کسی وزن سے یہ حرف زائد یا حروف زائدہ جو تقطیع میں بھی شمار نہیں ہوتے جب تقطیع میں شمار نہیں ہوں گے تو کلام میں سقم پیدا ہو جائے گا یہ زحافات بے جا کے تحت آتے ہیں نیز علم عروض اس زعاف کو قاطع ترنم ہونے کے سبب خود عرب والوں نے بھی زحاف وفور کی

فہرست زحاف سے دربدر کر دیا ہے تو پھر رودکی کے اس زحاف کی کیا اہمیت رہ جاتی ہے رودکی کے ہر صالح حکم کی قدر کرنا ہر عروضی کا فریضہ ہے۔ لیکن غیر صالح حکم چاہیے رودکی کا ہو یا علم عروض کے موجد خلیل کا یا محقق طوسی کا ہمارے نزدیک قابل قبول نہیں رمز آفاقی خود فیصلہ کریں موصوف نے جو اضافے اوزان رباعی میں وفور زحاف کے تحت کیے ہیں اس دلیل کی روشنی میں کوئی قابل قبول مسئلہ فن کی افادیت رہ جاتی ہے۔

تیسرا قابل ذکر نام جے رام داس فلک مرحوم کا آتا ہے موصوف نے ایوان اردو 1990 کے شمارہ میں رباعی کا بنیادی آہنگ عنوان کے تحت چوّن اوزان جو بحر ہزج سے اصلی یا رعایتی جو رودکی علامہ سحر عشق آبادی اور زار علامی نے نکالے ہیں ان کو تسلیم کرتے ہوئے ان میں اٹھارہ اور اوزان زحاف جب وعرج سے مزاحف رکن ''فاع'' حاصل کر کے تجویز پیش کی ہے کہ عروض وضرب میں رکھ کر بہتر (۷۲) تک پہنچانے کے دعویٰ پیش کیا ہے فرماتے ہیں۔ مفاعیلن میں زحاف جب عرج کے مرکب عمل سے دونوں سبب خفیفہ آخری ساقط کرنے اور ''مفا'' میں دوسرا متحرک ساکن کر کے م۔ ف۔ الف میں ف الف ساکن رہ جاتے ہیں اور ''مفا'' کر فاع مانوس مزاحف آہنگ سے بدل لیتے ہیں اور فعل جو چوّن اوزانوں میں اٹھارہ جگہ عروض وضرب میں آتا ہے اس کی جگہ فاع رکھ کر بہتر اوزان بنتے ہیں۔

اس دلیل کی رشنی میں سوال اُٹھتا ہے کہ جے رام داس فلک مرحوم کے فاع کی حیثیت کیا رہ جاتی ہے۔ جب ''فاع'' میں ''الف'' اور ''ع'' ساکن ہوں تو یہ فاع جو انھوں نے جب وعرج سے حاصل کیا ہے نہ وتد مجموعہ کی اور نہ وتد مفروق کی حیثیت رکھتا ہے تو پھر از روئے سبب پہ سب اور وتد پے وتد کی لازمی شرط کے تحت کیسے جگہ مل سکتی ہے یہ قوانین رباعی سے انحراف کر کے حاصل کیا گیا ہے جے رام داس فلک کے ان اٹھاروں اوزانوں کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔

چوتھا نام وشن ۔۔۔ با سدھاکر کا آتا ہے موصوف نے ہندی میں اپنی تصنیف بہ

عنوان ''رباعی درشن'' مطبوعہ 2008 میں مروجہ چوّن اوزانوں سے رباعیاں کہہ کر شامل کی ہیں یہ وہی اوزان ہیں جو رود کی سحر اور زار نے ایجاد کیے جن میں ہمارے دو مجموعہ رباعیات اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے 2003 اور 2008 میں آچکے ہیں۔

دھن سنگھ کھوبا سدھا کرنے اٹھارہ اوزان فعولن صدر وابتدا میں رکھ کر اوزان رباعی میں اضافہ کا ذکر اپنی تصنیف میں کیا ہے مگر فعولن والی رباعیات اگر کہی ہے تو مجموعہ مذکورہ میں جگہ نہیں دی آیئے ''فعولن کو صدر ابتدا میں رکھ کر اوزان نکالنے کا موصوف نے جو دعویٰ پیش کیا ہے کا تجزیہ کرتے ہیں۔

۱۔ جملہ عروضیوں کی طرح سدھا کر صاحب اتفاق کرتے ہیں کہ مفاعیلن ہزج سے رباعی کے آہنگ ایجاد ہوتے ہیں۔

۲۔ مفاعیلن میں زحاف حذف کا عمل ہوتا ہے۔ زحاف حذف مفاعیلن میں آخری سبب خفیف گراتا ہے مزاحف رکن ''مفاعی'' کو مانوس مزاحف آہنگ فعولن سے بدل لیتے ہیں۔ مگر یہ مزاحف آہنگ صرف عروض وضرب میں رکھا جاسکتا ہے حشو یا صدر وابتد میں نہیں تو پھر فعولن کو صدر وابتدا میں رکھ کر رباعی کہنا کہاں تک درست ہے اس طرح علم عروض سے انحراف کر کے صدر وابتدا میں رکھنا عروض کی روح کو مجروح کرنا ہے جو درست نہیں۔

۳۔ فعولن سالم رکن بحر متقارب کا ہے جو دائرہ متفقہ کا بنیادی آہنگ ہے اس فعولن کا رباعیوں کی بحر سے کوئی تعلق نہیں۔

۴۔ پانئی کے چھند سوتر کی بنیادی اکائیاں لگھ وگر کو آگے پیچھے رکھ کر بحریں بنائی جاتی ہیں جن سے یہ معلوم نہیں ھوتا کہ کون سی بحر ارکان اصلی یا غیر اصلی پر ہیں مگر عربی عروض کی بنیاد جہاں حرف ساکن ومتحرک یعنی اجزائے اولیہ پر رکھی گئی ہے وہاں اجزائے ثانیہ اسباب وتاد وفواصل کا التزام رکھا گیا ہے اور اس بنا پر خلیل نے عروض کی ایجاد کر کے الگ راہ نکالی ہے اور بحریں بنائی ہیں تاکہ ہندی چھند اور عربی عروض کو گڈمڈ

کر کے عروض جیسے سائنٹفک فن کو بے سود و گنجلک نہ بنا جا سکے۔

۵۔ شری سدھار کر کھو بانے بیس، اکیس حروف کی قید کو مد نظر رکھتے ہوئے ہندی چھند سوتر لگھو گرو اکائیوں کا استعمال کر کے فعولن رکن صدر و ابتدا میں رکھا ہو گا عروض خلیل اس طرح مزاحف رکن بنانے کی اجازت نہیں دیتا دیگر فعولن کو صرف صدر و ابتدا میں رکھ کر اٹھارہ بحور کیوں ایجاد کی جائیں فعولن حشو میں اگر از روئے معاقبہ سبب پے سبب وتد پے وتد رکھیں تو پھر اور بہت سے اوزان بن سکتے ہیں۔

ان دلائل کے پیش نظر سدھاکر صاحب خود فیصلہ کریں عروض خلیل اور یانی کے چھند سوتر کو گڈمڈ کر کے فعولن سے اوزانوں کا اضافہ کرنا کہاں تک درست ہے اور کیا اہمیت ہے۔

کچھ معتبر شعرا و نقادوں نے رائے دی ہے کہ رباعی مشکل ترین اصناف سخن ہے۔ بخشی اختر امرتسری مرحوم راقم الحروف کے استاد کی ایک رباعی دیکھئے:

مشکل ہے نہایت ہی رباعی کہنا
لازم ہے اوزان میں اس کے رہنا
الفاظ بھی دلکش ہوں مضامین بھی خوب
شہناز سخن کا ہے رباعی گہنا

موصوف نے رباعی کی بہت پختہ سلجھی ہوئی منظوم تعریف کی ہے۔ مگر بندہ گوشہ نشیں مندرجہ بالا رباعی کے پہلے مصرعہ کے پہلے لفظ مشکل سے اتفاق نہیں کرتا۔ مشکل لفظ کو "آساں" سے بدل لیا جائے تو رباعی کے وزن میں فرق نہیں پڑتا ہماری ناقص آرا حسب ذیل ہیں:

راقم الحروف کی تحقیق اس سلسلے میں ناقص ہے کہ سب سے پہلے کس نے کہا کہ رباعی کہنا مشکل ہے جن نقادوں اور شعرا نے اس صنف کو مشکل کہا ہے اپنے دعویٰ میں درج ذیل دلائل دی ہیں۔

۱۔ صنف رباعی استادِفن وسخن کے قابو میں آتی ہے

۲۔ رباعی کے اوزان اتنے ہیں کہ ازبر نہیں ہوتے

۳۔ جسے علم عروض پر مکمل قدرت ہو وہی رباعی کہہ سکتا ہے

ہر محقق و نقاد نے یہی گھسی پٹی دلیل دے کر رباعی جو اصناف سخن میں سب سے آسان ارفع اعلیٰ صنف ہے کو ہوّا بنادیا ہے۔

۴۔ (ا) رباعی نہایت ہی آسان صنفِ سخن ہے ایسے شعرا ہیں جنھوں نے اپنی عمر کی تیس بتیس بہاریں بھی نہیں دیکھیں دو دو مجموعے رباعیات کے منظر عام پر لائے ہیں جن میں تقریباً سات آٹھ سو رباعیاں ہیں کئی کئی آہنگوں میں طبع آزمائی کی۔ اُن کی شاعری کی اساس رباعی گوئی پر ہے دوسری اصناف سخن میں ایک بھی شعر نہیں کہا وہ اکیسویں صدی کے رباعی گو ہیں۔[۱]

۵۔ یہ ضروری نہیں کہ رباعی کے چاروں مصرعے ایک ہی بحر میں ہوں چاروں مصرعے چار مختلف اوزانوں میں ہوسکتے ہیں یہ بڑی کھلی آزادی ہے جو دوسری اصناف سخن میں نہیں ہے۔

۶۔ رباعی میں صرف دس مزاحف ارکان استعمال ہوتے ہیں جن میں مفعول، مفعولن، فاعلن سبب خفیف سے شروع ہوتے اور صدر وابتدا کے لیے مخصوص ہیں کسی ایک کو صدر وابتدا میں رکھ کر رباعی کہی جاتی ہے۔

۷۔ مفعول مفعولن فاعلن، مفاعیلن مفاعلن مفاعیل چھ مزاحف رکن حشو میں کے لیے مقرر ہیں ان میں پہلے تین رکن وہی ہیں جو صدر وابتدا میں بھی رکھ کر رباعی کہی جاتی ہے۔ یہ سبب خفیف سے شروع ہوئے ہیں دیگر تین وتد مجموعہ سے شروع ہوتے ہیں ان چھ رکنوں کو حشو بن میں رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ صدر وابتدا کا رکن اگر سبب پر اختتام پذیر ہوتا ہے تو حشو اوّل کا مزاحف رکن لازمی سبب خفیف

---

[۱] الطاف امجدی سیوان بہار کے دو مجموعے رباعیات چٹکنے بات 2005 اور چار محراب 2010 ہیں۔

سے شروع ہوگا یعنی مفعولن، مفعول فاعلن میں کسی ایک کو رکھ سکتے ہیں اگر صدر والا
رکن وتد پر اختتام پذیر ہوتا ہے تو حشو اوّل کا رکن وتد سے شروع ہوگا یعنی مفاعلن
مفاعیل مفاعیلن میں کسی کو رکھ سکتے ہیں۔ بالکل اس طرح حشو دوم کا مزاحف
رکن رکھتے وقت دیکھنا ہے کہ حشو اوّل کا رکن کس پر ختم ہوا اگر حشو اوّل کا رکن سبب
پر ختم ہوا تو حشو دوم سبب سے شروع ہوگا اور اگر حشو اوّل وتد پر ختم ہوا ہے تو حشو دوم
وتد سے شروع ہوگا۔ عروض وضرب کے لیے بھی چار مزاحف رکن مخصوص ہیں فع
فاع، فعل، فعول انہیں عروض وضرب میں رکھنے کا وہی دستور ہے جیسے حشو دوم و
اوّل میں رکھے گئے تھے۔ یعنی اگر حشو دوم سبب پر ختم ہوتا ہے فع فاع میں کوئی
ایک رکھیں گے اور اگر حشو دوم وتد پر ختم ہوا ہو تو فعل فعول میں سے کسی ایک کو رکھیں
گے المختصر اصول معاقبہ اور سبب پہ سبب وتد پے وتد ذہین میں رکھنے ہوں گے بس
چوں آہنگ خود بخود سامنے آتے جائیں گے جنہیں یاد کرنے کی ضرورت نہیں ہے
رباعی کے مزاحف رکنوں کو حاصل کرنے کے لیے جن چھ زحاف کا ذکر کیا ہے ان
زحافوں کے نام وتعریف بھی ذہن نشیں کرنے کی ضرورت نہیں نیز یہ شرط کہ رباعی
مقرر بحور وآہنگ میں کہنی چاہیے اپنے آپ حل ہو جاتی ہے۔
مندرجہ بالا دلائل سے قارئین خود اندازہ لگا سکتے ہیں نیز فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اگر کوئی
شخص مندرجہ بالا دس ارکان ذہن نشین نہیں کر سکتا اور دو اصول سبب پے سبب اور وتد پے وتد
نیز معاقبہ کا اصول استعمال نہیں کر سکتا تو اُسے کیا ضروری ہے کہ رباعی پر طبع آزمائی کرے۔
یہ صرف ان محققین کی پھیلائی ہوئی ناقص رائے ہے جو عروض نہیں جانتے۔ رباعی
تو اصناف سخن کا گہنا ہے بقول ناوک حمزہ پوری:

> ''جملہ اصناف سخن میں سب سے ارفع واعلیٰ مقام رباعی
> کا ہے سخن طرازی اگر دلہن ہے تو رباعی گوئی اس کی
> عصمت ہے آبرو ہے اس کا زیور ہے اس کی مانگ کا

ٹیکہ ہے اس کا منگل سوتر ہے سب سے زیادہ حسین

سب سے زیادہ دلکش سب سے زیادہ مقدس''

رباعی کے اوزان سے انحراف کر کے کیا اس سے ارفع واعلیٰ مقام چھننا درست ہوگا ؟ اس صنف کو گہنا بنانے کے لیے اردو زبان پر کامل عبور ضروری ہے ذہن میں الفاظ کا ذخیرہ ان کے موقعہ ومحل کا صحیح استعمال لازمی ہے۔ مفہوم کی آدیئگی کامیابی اور اس کی دلکشی کے ساتھ اُس وقت تک ممکن نہیں جب اس کے لیے مناسب موزوں الفاظ کے وسیلے سے ادا نہ کیا گیا ہو غلط اور ناموزوں الفاظ کا استعمال مطلب کو ہی نہیں الجھا دنیا بلکہ رباعی یا شعر کو درجہ معیار سے گرادیتا ہے اور شاعر کا کلام قابل تعریف قرار دیے جانے کی بجائے استہزا کا شکار ہو جاتا ہے۔

دراصل جدید دور کے کچھ شاعروں نے جو علم عروض کے نام سے بدکتے تھے اس کو سمجھنا سیکھنا نہیں چاہتے تھے نہ روایتی شاعری کے اہل تھے یا ان سے منحرف تھے آزاد نظموں کی بنیاد رکھی ان شاعروں کی زندگی اور رجحانات کا تجزیہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے یہ سب ایک خاص تحریک اور رجحان کے لوگ تھے اس تحریک کے اہم رکن سجاد ظہیر، ن۔م راشد، سردار جعفری اور ان کے ہم نوا ہم عقیدہ کتنے ہی شعرا نے دفتر کے دفتر سیاہ کر دیے چھوٹے بڑے نثری جملوں کو ایک کے بعد ایک رکھ کر اس کو نظم سمجھے سمجھانے کی کوشش کی لیکن کسی نے انھیں قبول نہیں کیا انہیں مشاعروں سے کوئی دلچسپی نہیں تھی انھیں علم تھا ان کے ردیف وقافیہ سے آزاد سطور سے کوئی دلچسپی لینے والا نہیں ہوتا مشاعرے میں بے سروپا نثریات سے کسی کو دلچسپی نہیں ہوتی۔

ان کی جدید اصناف اس قدر مبتزل اور از کار رفتہ ہیں کہ انھیں قبول ہونے سے پیشتر ترک کر دیا گیا یا نظر انداز ضرور کر دیا جاتا ہے۔ ایسے شاعر جو اب بھی مختلف بے سروپا گیت نظمیں تخلیق کر کے ماہناموں میں شائع کراتے ہیں انھیں کوئی ذوق سے نہیں پڑھتا ادبی نیم ادبی و مذہبی ماہنامے ان کی اشاعت صرف اس لیے جائز سمجھتے ہیں یا تصور

کرتے ہیں کہ ان کی اس دفتر لایعنی کی اشاعت کا مناسب مالی معاوضہ مل جاتا ہے۔ جو رسائل کی صحت وبقا کے لیے مفید ہے۔ ورنہ حقیقت میں ان میں ادب کا ذرا نشان نہیں جسے ایک نام نہاد نظم کا یہ ٹکڑا جیسے زبردستی نظم کہا جاتا ہے۔ ملکہ نسیم کا

''خواب'' ماہنامہ ایوانِ اردو مئی 1990

میں نے بھیجیں بند لفافے میں سوچ کی کرن
کچھ خوشیاں
کچھ خوشبوئیں
کچھ موسم کے تھے رنگ
لیکن!
آج جواب میں آئے راتوں کے اندھیارے
کچھ یادوں کے شول تھے
سوکھے پھول تھے
پیلا موسم بھی تھا سنگ

کیا ان مندرجہ بالا سطور میں فکر بیاں معنی مفہوم جذبات علوے خیال بندش وغیرہ کوئی دلکش پہلو ہے......اس قسم کے سطور لکھ کر غالباً لکھنے والے اپنے کو دبیر بقراط سقراط ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں اپنی تحریر کو نہ صرف چیستاں بلکہ مضحک بنالیتا ہے ان میں فکر وشعور کی کوئی بلندی نہیں۔

عام طور پر صاحب فہم وعلم لوگ اپنی گفتگو کے درمیاں متعدد اور مقبول اشعار کے حوالے دیتے ہیں کئی بار ایسے اشعار کے بیان سے انھیں اپنے دعوے کی تقویت مقصود ہوتی ہے یا زور کلام پیدا کرنا پیش نظر ہوتا ہے یا گفتگو کے کسی نکتے سے محظوظ ہوا جاسکتا ہے اس لیے وہ کوئی شعر پڑھ دیتے ہیں جیسے کوئی بات کرتے وقت یا کسی کے اچانک آجانے پر کہہ اُٹھتا ہے۔

آج میرے گھر کی رونق کو لگے ہیں چار چاند
کون آیا ہے یہ کس جلوہ فرمائی ہوئی

(مولف) کیا نثری نظم کے کسی حصے یا سطور سے یہ حسن پیدا کیا جا سکتا ہے یہ صرف ایک مثال ہے۔ روایتی اشعار کی افادیت حسن اور ہر دل عزیزی کی کمی واقع نہ ہوئی نہ آئندہ ہونا ہے کچھ شاعر اپنی موزونیٔ طبع پر ناز کرتے ہیں اور علم عروض کو اپنی موزونی طبع کی بنا پر ضروری نہیں سمجھتے رباعی یا کوئی صنف شاعری صرف موزونیٔ طبع یا زبان دانی کے زور پر قائم نہیں رہ سکتی اس کی کامیابی کے لیے فنِ عروض کا جاننا لازمی ہے کسی کام میں کمال اُس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اس کام کی فنی ضروریات سے کامل واقفیت نہ ہو ہم موزونیٔ طبع کے خلاف نہیں مگر یہ کہنے میں حق بجانب ہیں موزونی طبع عروض کی جگہ نہیں لے سکتی اپنی موزونیٔ طبع کی بنا پر کئی متقدمین شعرا کے کلام میں سقم پائے گئے ہیں جہاں ان کے اشعار ایک بحر میں ہوتے ہوئے بے ساختہ دوسری قریب کی بحر میں منتقل ہو گئے۔

ایسا کلام جو علم عروض کے لوازمات سے مبرا ہو اس کو ادب میں کبھی شرف قبول حاصل نہیں ہوا۔ غزلیں، نظمیں، قطعات، رباعیات ماہیے سبھی اُسی روایتی قاعدے کے تابع ہوتے چلے آرہے ہیں۔

المختصر شعر و شاعری کا بالخصوص صنف رباعی کے اوزانِ اور علم عروض، سے انحراف درست نہیں اس کے بغیر موزوں بات نہیں کہی جا سکتی۔

کندن لال کندن

رودکی کے مفعول سے شروع ہونے والی رباعیات

بحرِ رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکّن مرفوع مخبوں مخبوں مطوی
فعْلن فعِلن مفاعلن مفتعلن
بحرِ ہزج مثمن اخرب مقبوض مکفوف مجبوب
مفعول مفاعلن مفاعیل فعل

ہر چیز کی ''لہر بہر ہے'' خوب یہاں
تیری ہی ہمیں پہ مہر ہے خوب میاں
خواہش ہے یہی سدا تیرے پاس رہوں
تیرے ہی خیال میں گزرتا ہے سماں

بحرِ رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکّن مرفوع مخبوں مخبوں مطوی مذال
فعْلن فعِلن مفاعلن مفتعلان
بحرِ ہزج مثمن اخرب مقبوض مکفوف اہتم
مفعول مفاعلن مفاعیل فعول

تضمین کے شعر کا جہاں تک ہے سوال
کندنؔ نے دِکھا دیا ہے کر کے یہ کمال
رکھ کر کے نگاہ میں ظفرؔ جوشؔ کے شعر
کیا خوب کیا ہے کھل کے اظہارِ خیال

بحرِ رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکّن مرفوع مخبوں مخبوں مطوی مسکّن

فعْلن فعِلن مفاعلن مفعولن

بحرِ ہزج مثمن اخرب مقبوض مکفوف مجبوب مخنّق

مفعول مفاعلن مفاعیلن فع

منظورِ نظر نگار اپنا ہوتا
اس دِل پہ قمر نثار اپنا ہوتا
جب دِل پہ کرم نگارِ اپنی کرتا
دِل اور جگر فگار اپنا ہوتا

بحرِ رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکّن مرفوع مخبوں مخبوں مطوی مسکّن مذال

فعْلن فعِلن مفاعلن مفعولان

بحرِ ہزج مثمن اخرب مقبوض مکفوف اہتم مخنّق

مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع

شیطان کا فتنہ ہے رہو اس سے دور
رکھتا ہے وہ ذہن میں شرارت مخطور
رکھنا نہ کبھی بھلے کی اس سے اُمید
مغرور ہے وہ رہے بھلائی سے دور

گھل مل کے سبھی جو گائیں الفت کا زاغ [1]
گھر گھر میں کھلے گُل محبت کا باغ
ہر وقت بنا رہے اگر یوں ماحول
دِل دِل میں رہے ذرا نہ نفرت کا داغ

---

[1] ایک لاگ کا نام ہے

عزّت پہ لگا ہے جو مٹانا ہے داغ
جس نے یہ دیا اُسے لگانا ہے داغ
ہے عہد سبق اُسے پڑھانا ہے آج
بھولے نہ اُسے جو، وہ لگانا ہے داغ

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبون مسکّن	مرفوع مخبون	مطوی	مطوی
	فعْلن	فعِلن	مفتعلن	مفتعلن
بحرِ ہزج مثمن	اخرب	مکفوف	مکفوف	مجبوب
	مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعل

ازروئے معاقبہ

"آ بیل مجھے مار" کی عادت نہ بچا
اس راہ پہ چل کرکے نہ کوئی ہے بچا
ہے راہِ فنا بس یہ تری راہ فنا
جادہ بھی ترا اس سے رہے دور ذرا

پائے نہ مجھے اور تجھے ٹھور یہاں
جب چین سے جینے کو نہ ملتا ہے ستھاں
قسمت بھی مخالف ہے، مخالف ہے زماں
آرام سے جیون یہ بتائیں بھی کہاں

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبون مسکّن	مرفوع مخبون	مطوی	مطوی مذال
	فعْلن	فعِلن	مفتعلن	مفتعلان

بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مکفوف　مکفوف　اہتم

مفعول　مفاعیل　مفاعیل　فعول

ازروئے معاقبہ

پاؤں جو بڑھایا ہے ہٹانا نہ حبیب
جو عہد کیا ہے وہ بھلانا نہ حبیب
وعدہ جو کیا یار نبھانا وہ ضرور
''طوطے کی طرح آنکھ بدلنا'' نہ حبیب

بحر رجز مثمن　مرفوع مخبوں مسکّن　مرفوع مخبوں　مطوی مسکن　مطوی

فعْلن　فعِلن　مفعولن　مفتعلن

بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مکفوف　مکفوف مخنّق　مجبوب

مفعول　مفاعیلن　مفعول　فعل

اوقات جو ہے تیری ہم سے نہ چھپا
اپنا بھی تجھے کوئی پوچھے نہ ذرا
واضح ہے حقیقت ہر انساں پہ تری
''کس باغ کی مولی ہے'' ہے سب کو پتا

یوں یاد کرے دلبر ''بے چین رہے'' [1]
بے چین رہے برساتا نین رہے
کچھ اس کو سزا یوں بد عہدی کی ملے
''ساون کی جھڑی'' آنکھوں سے عین رہے

---

[1] صنعت ردالعجز علی الصدور، اس کی کئی قسمیں ہیں۔ یہاں مصرعہ اوّل کا لفظ آخری مصرعہ ثانی کے اوّل میں رکھنے سے ہے۔

بحررجز مثمن　مرفوع مخبوں مسکّن　مرفوع مخبوں　مطوی مسکن　مطوی مذال
فعْلن　فعِلن　مفعولن　مفتعلان
بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مکفوف　مکفوف مخنق　اہتم
مفعول　مفاعیلن　مفعول　فعول

گردن نہ اُٹھانا تو جینا ہے فضول
بہتر ہے کہ بس مرنا کر لے وہ قبول
''دم مار نہیں سکتا'' کرتا ہے غرور
مغموم بہت ہے وہ رہتا ہے ملول

بحررجز مثمن　مرفوع مخبوں مسکن　مرفوع مخبوں　مطوی　مطوی مسکن
فعْلن　فعِلن　مفتعلن　مفعولن
بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مکفوف　مکفوف　مجبوب مخنق
مفعول　مفاعیل　مفاعیلن　فع

دھر ہاتھ چھری اور جبیں پر چندن
کیا فرق جیا ''آب نہ رہنا'' جیون
کل اہل سیاست نہ ملے گا موقع
اب خوب اسے لوٹ ہے اپنا گلشن

''شیطان اُچھلتا'' ہے جو دل میں تیرے
منظور حوارث نہ کہیں پر کردے
شیشے میں اُسے جلد اُتاررو کندنؔ
پھونکے نہ کبھی دیکھ یہ گھر کو تیرے

بحر رجز مثمن　مرفوع مخبوں مسکن　مرفوع مخبوں　مطوی　مطوی مسکن مذال

فعْلن　فعِلن　مفتعلن　مفعولان

بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مکفوف　مکفوف　ابتر مخنق

مفعول　مفاعیل　مفاعیلن　فاع

دیکھی جو مصیبت نہ کبھی آ کے پاس
دولت کا اثر ہے کہ کبھی آئے پاس
سکھ کے تو سبھی ہیں نہ بنے دُکھ کے یار
''مقسوم چمکتے'' ہی کبھی آئے پاس

بحر رجز مثمن　مرفوع مخبوں مسکن　مرفوع مخبوں　مطوی مسکن　مطوی مسکن

فعْلن　فعِلن　مفعولن　مفعولن

بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مکفوف　مکفوف مخنق　مجبوب مخنق

مفعول　مفاعیلن　مفعولن　فع

مظلوم نے ہرجا دی دوہائی ہے
اس کی نہ کہیں کندن شنوائی ہے
جائے تو کہاں جائے بے چارہ اب
''اگلے نے کیا پچھلے پر آئی'' ہے

صحبت نہ اٹھائی جس نے دانا کی
تمیز نہ جانے ادنیٰ اعلا کی
بیکار گزارا ہے جیون اُس نے
عزّت نہ کی جس نے کامل دانا کی

''دِل ہول اُٹھا ہے'' تیرے جانے سے
دِل ڈول اُٹھا ہے تیرے آنے سے
دلدار ذرا دِل کی دِل جوئی کر
''گھر بول اُٹھا ہے'' تیرے آنے سے

بحر رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکن مرفوع مخبوں مطوی مسکن مطوی مسکن مذال
فعْلن فعِلن مفعولن مفعولان
بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مکفوف مخنق اہتم مخنق
مفعول مفاعیلن مفعولن فاع

''کیا لعل لگے ہیں'' سب جانے ہیں لوگ
سب طور صنم گے پہچانے ہیں لوگ
خوبی نہ ستائش کے لائق ہے ایک
مصنوع بناوٹ ہے جانے ہیں لوگ

رودکی کے مفعولن سے شروع ہونے والی رباعیات

بحررجز مثمن　مرفوع مخبوں مسکّن　مرفوع مخبوں مسکّن　مخبوں　مطوی
فعْلن　فعلن　مفاعلن　مفتعلن

بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مقبوض مخنّق　مکفوف　مجبوب
مفعولن　فاعلن　مفاعیل　فعل

خوش ہوں شیطان کو سزا خوب ملی
فیصل میں ربّ کو نہ کچھ دیر لگی
گھر میں مولا کے دیر ہو، ہے یہ غلط
''طوقِ لعنت بہ گردن ابلیس'' رہی

''عزّت پہ ہاتھ ڈالنا'' اب نہ کبھی
پلّو میں باندھے لے نصیحت یہ مری
پھر تو نے کی کبھی کمینی یہ خطا
حالت ہوگی تیری کہیں اور بُری

بحررجز مثمن　مرفوع مخبوں مسکّن　مرفوع مخبوں مسکّن　مخبوں　مطوی مذال
فعْلن　فعلن　مفاعلن　مفتعلان

بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مقبوض مخنّق　مکفوف　اہتم
مفعولن　فاعِلن　مفاعیل　فعول

کندن ''کیا منہ دِکھاؤ گے'' روزِ حساب
اپنا ہر پل گزار در کارِ ثواب

مالک کھولے گا جب عمالوں کی کتاب
جس سے اس روز کا بنے تجھ سے جواب

بحرِ رجز مثمن مرفوع مخبون مسکّن مرفوع مخبون مسکّن مخبون مطوی مسکّن
فعْلن فعلن مفاعلن مفعولن

بحرِ ہزج مثمن اخرب مقبوض مخنّق مکفوف محبوب مخنّق
مفعولن فاعلن مفاعیلن فع

اس کی چپ میں تری بھلائی کیا ہے
کہنے دو سامنے برائی کیا ہے
تو سو کے سامنے اُسے کہنے دے
آنے دے سامنے سچائی کیا ہے

بیتا ہے جو زماں نہ مانگو مجھ سے
عشرت کا وہ ساں نہ پوچھو مجھ سے
ہے فکر روزگار اب تو دائم
لوگو! ''وہ دِن کہاں'' نہ مانگو مجھ سے

بیٹا کرتا نہیں کسی کی عزّت
رگ رگ میں کوٹ کر بھری ہے نفرت
روشن ہے نام جو نسل کا تیری
ساری ''بے آب کر'' نہ دے وہ حرمت

سر گھٹنوں میں یہ کیا دئے رہتے ہو
سر میں سودا یہ کیا لیے رہتے ہو
کندنؔ ہے کیا سبب پریشانی کا
کیوں تم ہر دم یہ "لب سئے رہتے" ہو

سر سے پانی گزر گیا ہے کندنؔ
رکھنا اس سے فضول ہے اب بندھن
ہر دم کی بے کلی سے تو بہتر ہے
جیون کے چین سے گزارو دو چھن

"سُن گن لینا" ذرا سمجھداری سے
جانا دشمن کے پاس تیاری سے
کرنا مکّار کو اگر ہے، قابو
قابو عیّار کو کرو یاری سے

عزّت دینا فقط جو عزّت جانے
بے عزّت آدمی نہ عفّت جانے
جس نے کی ہو کبھی نہ عزّت کندنؔ
جیون میں وہ کبھی نہ حرمت جانے

"تِل کے اوجھل پہاڑ ہے" باتوں میں
اک گہرا خلفشار ہے گھاتوں میں

انہونی ہو نہ جائے باغی سے اب
سونا جو درکنار ہے راتوں میں

قسمت لکھتا جنم سے پہلے ہے رب
''قسمت کے ہاتھ بات ہو'' کندن سب
تم کوشش کرکے دیکھ لو بے شک اب
مولا نے جو لکھی وہ ٹلتی ہے کب

''لتے کا سانپ بن گیا'' باتوں میں
بیٹھے ہیں یار اب لگے گھاتوں میں
چھوٹی سی ہے کہا سُنی کا یہ پھل
الفت ان کی بدل گئی لاتوں میں

بحر رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکّن مرفوع مخبوں مسکّن مخبوں مطوی مسکن مذال
فعْلن فعلن مفاعلن مفعولان
بحرِ ہزج مثمن اخرب مقبوض مخنق مکفوف اہتم مخنق
مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
سولی کے چور کو ملی سولی آج
گھوٹالوں کے دلال کرتے ہیں راج
کیسا قانون ہند ہے پوچھے کون
کیوں ہیں قانون کے محافظ محتاج

کرتی بیتاب ہے تمہاری ہر بات
نفرت کا باب ہے تمہاری ہر بات
فہم و ادراک میں نہ بیٹھے ہے رائے
''گونگے کا خواب'' ہے تمہاری ہر بات

''ضد پر آنا'' نہ ہو کبھی اچھی بات
ہٹ پر اُڑنے سے بھی نہیں بنتی بات
داناؤں نے کہی سمجھ کر یہ بات
''سر سے سر جوڑنے'' پہ ہے بنتی بات

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبوں مسکّن	مرفوع مخبوں مسکّن	مطوی	مطوی
	فعْلن	فعلن	مفتعلن	مفتعلن
بحر ہزج مثمن	اخرب	مکفوف مخنّق	مکفوف	مجبوب
	مفعولن	مفعول	مفاعیل	فعل

ازروئے معاقبہ

تم ہر اک سے صاف کھری بات کہو
''منہ کا میٹھا پیٹ کا کھوٹا'' نہ بنو
پاؤگے ہر ایک سے عزّت بھی سوا
کڑوی سچی بات جو ہو منہ پر کہو

سر پہ ہو جب سایہ بزرگوں کا کہیں
سمجھو اس گھر میں کہ خدا بھی ہے مکیں
نعمت اس گھر میں بھی برستی ہے سدا
اس میں ہر انساں کی جھکتی ہے جبیں

بحر رجز مثمن مرفوع مخبون مسکّن مرفوع مخبون مسکّن مطوی مطوی مذال
فعْلن فعلن مفتعلن مفتعلان
بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مخنّق مکفوف اہتم
مفعولن مفعول مفاعیل فعول
از روئے معاقبہ

ہو جو "گھر کا نور" تو جنت ہے حیات
دِل سے غم ہو دور تو جنت ہے حیات
آنکھوں میں ہو نور تو جنت ہے حیات
جیون ہو مبرور تو جنت ہے حیات

متلون کی بحر کا آیا جو خیال
کندن نے اس میں بھی دکھایا ہے کمال
استادوں کے رنگ میں کہہ کرکے کلام
اس میں عمدہ پیش کئی کی ہیں مثال

بحر رجز مثمن مرفوع مخبون مسکّن مرفوع مخبون مسکن مطوی مسکن مطوی
فعْلن فعلن مفعولن مفتعلن
بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مخنّق مکفوف مخنّق مجبوب
مفعولن مفعولن مفعول فعل

"آنکھوں میں باتیں کرنا" ٹھیک نہیں
اپنوں سے گھاتیں کرنا ٹھیک نہیں
کرتے ہوں گے کم ظرفی کام یہی
نیکوں سے گھاتیں کرنا ٹھیک نہیں

کندنؔ ''تن دے من لے'' مت وقت گنوا
محنت میں جو ہیں وہ الطاف اُٹھا
تیری اس میں ہوگی تعریف بہت
اس میں حاصل بھی ہوگا خوب مزا

ٹانکے ڈھیلا ہونا سہنا نہ کبھی
چاہے پھر نکلے کندنؔ جان تری
مر مِٹنا فوراً عزّت پر بھی سدا
ہے ورثے میں حاصل تم کو بھی یہی

ٹھنڈے ٹھنڈے گھر جا کے خیر منا
بہتر ہے ہر اک سے مت ہاتھ ملا
جھگڑے میں کچھ حاصل ہوگا نہ کبھی
الفت سے ظالم کا دِل جیت ذرا

''تم روٹھے ہم چھوٹے'' گھر میں نہ چلے
کندنؔ مل کر ہی اب ہر کام بنے
زندہ رہتی ہے بس وہ قوم سدا
ہر دم مٹھی بن کر جو ساتھ رہے

خدمت سے حرمت ہے بھولو نہ کبھی
محنت میں ثروت ہے بھولو نہ کبھی

خدمت محنت سے تم پیچھے نہ ہٹو
طاعت میں جنت ہے بھولو نہ کبھی

''دم ہی دم میں رکھنا'' عادت نہ بنا
اس سے تو عزّت بڑھتی ہے نہ ذرا
ہاں! بدنامی حاصل کرنی ہو اگر
دھوکے حیلے دین دستور بنا

''ساٹھا پاٹھا جیسی کھیتی'' ہے سدا
جوبن میں آتا ہے جینے کا مزا
بچپن ہے بے فکری کا لمحہ فقط
پیری میں لے بیتی یادوں کا مزا

کندن ہر دُکھ سے محتاجی ہے بلا
مجبوری بھی کیا مجبوری ہے سزا
جیون میں جھولی پھیلانی نہ پڑے
''لاچاری پربت سے بھاری'' ہے سوا

''کہنے سُننے میں آ جانا'' نہ کبھی
مٹ جاتی ہے انساں کی ساکھ بنی
ایسی عادت سے ہو جو دور ذرا
حاصل ہو اُس کو پھر یک گونہ خوشی

''محنت کو راحت ہے'' ہر طور یہاں
ملتی ہے بن محنت کے اوج کہاں
بچو! بچپن سے عادت یہ رہے
حاصل ہو تم کو اونچا رتبہ یہاں

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبوں مسکّن	مرفوع مخبوں مسکّن	مطوی مسکّن	مطوی مذال
	فعْلن	فعلن	مفعولن	مفتعلان
بحرِ ہزج مثمن	اخرب	مکفوف مخنّق	مکفوف مخنّق	اہتم
	مفعولن	مفعولن	مفعول	فعول

بھوکے کو للچا کر دینا نہ فہیم
منگتے کو دھمکا کر دینا نہ فہیم
اُس کی خواہش کا تو رکھنا بھی خیال
تو ترسا ترسا کر دینا نہ فہیم

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبوں مسکّن	مرفوع مخبوں مسکّن	مطوی	مطوی مسکّن
	فعْلن	فعِلن	مفتعلن	مفعولن
بحرِ ہزج مثمن	اخرب	مکفوف مخنّق	مکفوف	مجبوب مخنّق
	مفعولن	مفعول	مفاعیلن	فع

کلہاڑی پیروں پہ نہ ہرگز مارو
خادم کی خدمت نہ کبھی کندن لو
نوکر ہر گز پار نہ کر پائے گا
''اپنی کرنی پار اُترنی'' ہی ہو

''باتوں میں آنا'' بھی نہ بدذاتوں کی
تہ تک جانا غیر کی سب باتوں کی
لازم ہے ہر ''بات کا پا جانا'' اب
اُڑ جائے پھر نیند نہ کل راتوں کی

''اچھا کہنے کا'' جو ہنر ہے کندنؔ
اچھے اچھوں کا یہ اثر ہے کندنؔ
اچھے اچھے لوگ یہاں شامل ہیں
سب کی تم پر خوب نظر ہے کندنؔ

ان کے دھوکے میں نہ کبھی آنا تم
پڑ کے اُن کے بیچ نہ پچھتانا تم
''لینے کے دینے نہ پڑیں'' تم کو پھر
''لینے دینے میں نہ کبھی آنا'' تم

''منہ سے بولے اور نہ سر سے کھیلے''
دِل ایسے محبوب کو کیسے جھیلے
اب اس کو ''شیشے میں اُتاروں'' کیسے
میں نے ہیں ہر طور سے ''پاپڑ بیلے''

اک ''منہ کالا ذات اُجالا'' دیکھا
نیکوں کے گھر دیپ نرالا دیکھا

اُجلے گھر کی ناک بنا ہے رہزن
ہر دم اُس کے ہاتھ پیالا دیکھا

ناحق رو دے چور پرائے دھن پر
مُمسِک بھی ایسا ہی کرے ہے اکثر
غیروں کے جو مال پہ مارے شیخی
اس کا ہووے حال ہمیشہ بدتر

''سوتے فتنے غیر جگا دیتے'' ہیں
الفت میں وہ زہر مِلا دیتے ہیں
کیا ہوگا انجام سمجھتے ہیں وہ
یاروں کو وہ ''خوب لڑا دیتے ہیں

بحرِ رجز مثمن مرفوع مخبون مسکّن مرفوع مخبون مسکّن مطوی مطوی مسکّن مذال
فعْلن فعلن مفتعلن مفعولان
بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مخنّق مکفوف اہتم مخنّق
مفعولن مفعول مفاعیلن فاع

جس کا لیتے نام چبھیں دِل میں خار
لعنت بھیجو نام نہ لو اس کا یار
چھیڑو اس کا ذکر کہ دِل بھی ہو شاد
لو مولا کا نام ملے تم کو سار

"جپ کے برتے پاپ" نہ کرنا انسان
اس کے ثمرہ سے نہ بنو تم انجان
جب ہو بدتر کام بُرا ہو انجام
دانا کا ہے قول اسے ہر دم مان

بحر رجز مثمن مرفوع مخبون مسکّن مرفوع مخبون مسکّن مطوی مسکّن مطوی مسکّن
فعْلن فعلن مفعولن مفعولن
بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مخنّق مکفوف مخنّق مجبوب مخنّق
مفعولن مفعولن مفعولن فع

"نظروں نظروں میں کھائے" ہے ساجن
عاشق کے دِل کی بڑھ جائے دھڑکن
اُس کی آنکھوں سے جو ٹپکے گرمی
دِل کا آنگن بھی بن جائے گلخن

ڈھل جائے گا تیرا جوبن جانی
آ لگ سینے سے چھوڑو نادانی
اتراتی ہے کیوں جھوٹے جوبن پر
ہم دم "کس برتے پر تتا پانی"

دولت کا سب کوئی ساتھی ہووے
بپتا کا کب کوئی ساتھی ہووے
بز دل کا کب ہو ساتھی دُنیا میں
طاقت ہو جب کوئی ساتھی ہووے

زر آئے، سرخی آئے چہرے پر
زر جائے زردی چھائے چہرے پر
مت ہو رغبت زر سے جو جیون میں
تو حتمی مستی چھائے چہرے پر

بگڑے کی تربیت ہوسکتی ہے
ذرے کی حیثیت ہو سکتی ہے
ہوسکتی ہے گیلی لکڑی سیدھی
بچے کی تربیت ہوسکتی ہے

نلکوں میں آتا گندا ہے پانی
کانوں میں تل کر بکتا ہے پانی
گندا پانی پی مرتے ہیں کتنے
جیون ہے ستا مہنگا ہے پانی

کچھ کر لینا کر دینا ہے کندن
جیون کا بس بیتے اس میں ہر چھن
نیکی ہی آئے گی آڑے تیرے
نیکی ہی میں بیتے سارا جیون

بحر رجز مثمن مرفوع مخبون مسکّن مرفوع مخبون مسکّن مطوی مسکّن مطوی مسکّن مذال
فعْلن فعلن مفعولن مفعولان

بحر ہزج مثمن اخرب مکفوف مخنق مکفوف مخنق اہتم مخنق
مفعولن مفعولن مفعولن فاع

''منہ سے بولو سر سے کھیلو'' من میت
بالم ہوگی قربت سے تن کی جیت
ساون کی رت ہے ساجن رہنا پاس
کیا برہن برہا کے گاتی ہے گیت

دل میں جو پالے ہو جینے کی چاہ
''ہم سے کب چل سکتے ہو'' ناپو راہ
جھکے میں ہم آ جائیں؟ جاؤ بھول
ہم سے اُڑتے ہو، کیوں بھولے ہو راہ

''آنکھوں کے بل چلنا'' ہے خصلت ٹھیک
ہاں! دن کو دن کہنا ہے عادت ٹھیک
جھوٹوں سے سچ کی مت رکھنا اُمید
جھوٹوں سے نہ کب رکھنا سنگت ٹھیک

سحر عشق آبادی کے مفعول سے شروع ہونے والی رباعیات

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبون مسکن	مرفوع مخبون	مخبون	مخبون
	فعْلن	فعِلن	مفاعلن	مفاعلن
بحرِ ہزج مثمن	اخرب	مقبوض مخنق	مقبوض مخنق	مجبوب
	مفعول	مفاعلن	مفاعلن	فِعل

ازروئے معاقبہ

''منہ چوم کے چھوڑ دے'' نہ بھولنا اُسے
موقع پہ نہ چھوڑنا وہ جب کبھی ملے
اس طور سکھا کے چھوڑنا اُسے سبق
وہ کام نکال کر نہ دھتہ دے سکے

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبون مسکن	مرفوع مخبون	مخبون	مخبون مذال
	فعْلن	فعِلن	مفاعلن	مفاعلان
بحرِ ہزج مثمن	اخرب	مقبوض	مقبوض	اہتم
	مفعول	مفاعلن	مفاعلن	فعول

ازروئے معاقبہ

سب کا تو نصیر ہے، ہے سب کا تو حبیب
کرتی ہے جو خلق کام اس کا ہے حسیب
مرضی سے کرے کرم ہے اس کی کیا مجال
کیوں کوئی ہے خوش نصیب کوئی بدنصیب

بحر رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکن مرفوع مخبوں مطوی مخبوں
فعْلن فعِلن مفتعلن مفاعلن
بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مقبوض مجبوب
مفعول مفاعیل مفاعلن فعل
ازروئے معاقبہ

''کیا خاک رہا'' کھیل بگڑ گیا میاں
دولت نہ رہی عزّ مٹی مٹا نشاں
کل سیس جھکاتے تھے جو پیر پر ترے
ہے سیس ترا پیر پہ ان کے اب یہاں

بحر رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکن مرفوع مخبوں مطوی مخبوں مذال
فعْلن فعلن مفتعلن مفاعلان
بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مخنّق مقبوض اہتم
مفعول مفاعیل مفاعلن فعول
ازروئے معاقبہ

''کیا بات رہی'' یاد رہے سدا حضور
''کیا سر پہ بنی'' یاد رہے سدا حضور
لینا ہے اگر بدلہ رہو سدا ...... تیار
ہے بات بڑی یاد رہے سدا حضور

بحر رجز مثمن مرفوع مخبوں مسکن مرفوع مخبوں مطوی مسکن مخبوں
فعْلن فعلن مفعولن مفاعلن
بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مقبوض مخنّق اہتم
مفعول مفاعیلن فاعلن فعل
ازروئے معاقبہ

افسوس نہایت افسوس ہے یہی
صحبت نہ رہی دانا کی مجھے کبھی
جو کچھ بھی ملا ورثے میں ملا مجھے
دینے کو فقط میرے پاس ہے یہی

"ٹک جیے امر ہوئے" زندگی نہیں
کچھ کر کے مرے تو ہو زندگی کہیں
جینے کا بناؤ دستور تم ..... یہی
گر کچھ نہ کیا تو پھر زندگی نہیں

لینا ہے اگر تم کو دائمی مزا
نیت نہ بھٹکنے پائے کبھی ذرا
مضبوط ارادے سے تم ڈٹے رہو
مٹنے نہ کبھی پائے سرمدی مزا

بحر رجز مثمن مرفوع مخبون مسکّن مرفوع مخبون مطوی مسکّن مخبون مذال
فعْلن فعِلن مفعولن مفاعلان
بحرِ ہزج مثمن اخرب مکفوف مقبوض محقق ابتم
مفعول مفاعیلن فاعلن فعول
ازروئے معاقبہ

"جامے سے نکل پڑنا" ہے کہاں کمال
اس کا نہ کبھی نکلے نیک بھی مآل
ذلت وہ اُٹھاتا ہے ہوتا ہے ذلیل
کرتا ہے سدا ایسے کوئی جو مقال

سحرؔ عشق آبادی کے مفعولن سے شروع ہونے والی رباعیات

بحرِ رجز مثمن مرفوع مخبون مرفوع مخبون مسکّن مخبون مخبون
فعلن فعلن مفاعلن مفاعلن

بحرِ ہزج مثمن اخرب مقبوض مخنق مقبوض مجبوب
مفعولن فاعلن مفاعلن فعل

کیسے ہوتا گلہ یہ لب سلے رہے
دن ہو یا رات کام میں گھرے رہے
قسمت میں رزق چین کا نہ تھا لکھا
تیلی کے بیل کی طرح پلے رہے

کم کھائے غم نہ کھائے آدمی ذرا
جینے کا ہے طریقہ بس یہی روا
غم کھانے سے بچے نہ آدمی کبھی
کم کھانے سے کبھی نہ آدمی مرا

ہوتا ہے اعتقاد کا بڑا اثر
مانو تو ایشور نہیں تو ہے حجر
دیکھو تم چشمِ باطنی سے گر اسے
آئے گا وہ تمھیں حجر میں بھی نظر

اپنے جب ساتھ چھوڑ کر گئے میاں
آیا تھا وقت وہ نکل گیا سماں
بیگانے کام آئے وقت پر مرے
''کہنے کو بات رہ گئی'' فقط میاں

''گھٹنوں جل تیرنا'' شناوری نہیں
لاغر کو چھیڑنا بہادری نہیں
اپنے بل کودنا تو ہے ...... دلاوری
غیروں بل کودنا دلاوری نہیں

بحر رجز مثمن مرفوع مخبون مسکّن مرفوع مخبون مسکّن مخبون مخبون مذال
فعْلن فعلن مفاعلن مفاعلان
بحرِ ہزج مثمن اخرب مقبوض مخنّق مقبوض اہتم
مفعولن فاعلن مفاعلن فعول
از روئے معاقبہ

''تن من دھن وارنا'' نہ جائے ہے فضول
ایسی قربانی ہو خدا کے ہاں ...... قبول
دِل میں ہے اور کچھ کروں ابھی نثار
ہو وہ قرباں جیسے خدا کرے قبول

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبوں مسکّن مرفوع مخبوں مسکّن	مطوی	مخبوں
فعْلن	فعلن	مفتعلن	مفاعلن
بحرِ ہزج مثمن	اخرب	مکفوف مخنّق	مقبوض	مجبوب
مفعولن	مفعول	مفاعلن	فعل

ازروئے معاقبہ

"کل کس نے دیکھی ہے" نہیں پتا مجھے
جو کل کرنا ہے نہ تو ٹال اب اُسے
کرنا ہے جو آج تُو کر اسے ابھی
چھوڑا جس نے کل پہ نہ کرسکا اُسے

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبوں مسکّن مرفوع مخبوں مسکّن	مطوی	مخبوں مذال
فعْلن	فعلن	مفتعلن	مفاعلان
بحرِ ہزج مثمن	اخرب	مکفوف مخنّق	مقبوض مخنّق	اہتم
مفعولن	مفعول	مفاعِلن	فعول

ازروئے معاقبہ

"گھیا میں گڑ پھوڑ" نہ پاؤگے حضور
کیسے تم بد کام چھپاؤگے حضور
ناممکن ہے راز پہ ڈالنا نقاب
جب بولے گا خون بتاؤگے حضور

بحر رجز مثمن	مرفوع مخبوں مسکّن مرفوع مخبوں مسکّن	مطوی مسکن	مخبوں
فعْلن	فعِلن	مفعولن	مفاعلن

بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مکفوف مخنق　مقبوض مخنق　مجبوب

مفعولن　مفعولن　فاعلن　فعل

ازروئے معاقبہ

''ظاہر اچھا باطن جو رکھے بُرا''

پائے گا اچھا اس سے نہ کچھ صلا

رکھنا ایسے سے ملت نہ تو کبھی

رہتا ہے اکثر وہ بر بدی تلا

غیبت کرنے کی عادت نہ ہو بھلی

اچھے انساں سے ہوتی نہیں بدی

نیکی میں وہ پاتا ہے بجا مزا

نیکی کرنے میں اس کو ملے خوشی

''کھاتے پیتے لاتیں مارتے'' نہیں

مولا کی عرضی پر ہو سدا یقیں

قسمت پر شک بھی خوش حال میں نہ ہو

مولا کی نا شکری ہو نہ پھر کہیں

بحرِ رجز مثمن　مرفوع مخبوں مسکّن　مرفوع مخبوں مسکّن　مطوی مسکّن　مخبوں مذال

فعْلن　فعلن　مفعولن　مفاعلان

بحرِ ہزج مثمن　اخرب　مکفوف مخنق　مقبوض مخنق　اہتم

مفعولن　مفعولن　فاعلن　فعول

ازروئے معاقبہ

شرارے سی چھتی پر ہے عجب نکھار
شرماتی ہے اس کو دیکھ کر بہار
آیا اس کو کوئی بھی نہیں پسند
ہر دم کرتی ہے وہ دل کے دل فگار

سمن اسکا تن جھٹکا ہے عجب کمال
جوبن کیا ہے جیسے دودھ کا ابال
جس نے اس کا رکھا وقت پر خیال
پیری اس کی گزری ہر طرح نہال

ڈاکٹر زار علامی کے اٹھارہ آہنگوں میں رباعیاں جو فاعلن سے شروع ہوتی ہیں

بحر ہزج مثمن　اشتر　مقبوض　مکفوف　مجبوب

فاعِلن　مفاعِلن　مفاعیل　فعل

''گوش ہوش سے سنو'' تو کچھ بات بنے
بات گانٹھ میں رکھو تو کچھ بات بنے
بات آئے پر نہ چوکنے پائے کبھی
''وقت آئے پر کہو'' تو کچھ بات بنے

کس زبان سے بیان ہو شان خدا
ظرف ہے کہاں کرے بیاں آن خدا
ہر طرف خدا کا نور بکھرا ہے پڑا
دیکھ کر نہ ہوسکے بیاں شانِ خدا

بحر ہزج مثمن　اشتر　مقبوض　مکفوف　اہتم

فاعلن　مفاعلن　مفاعیل　فعول

اپنے منہ میاں مٹھو نہ دیتا ہے شعار
فن شناس ہو ہے ترا ان میں بھی وقار
علم فن میں مستند جو چھوڑے ہیں ثبوت
فیضیاب ہوں گے فن سے اب خواستکار

بحر ہزج مثمن اشتر مقبوض مکفوف مکفوف مخنق

فاعلن مفاعلن مفاعیلن فع

'روز روز کی دوا غذا ہوتی ہے'

بے اثر ہمیشہ وہ دوا ہوتی ہے

دِل دماغ مطمئن تو ہو کھانے سے

دائمی مریض کو بلا ہوتی ہے

''زندگی حباب ہے'' بتا نیکی سے

نام تو بہر طرح کما نیکی سے

نیک نام کل فقط رہے گا پیچھے

یاد وہ کیا بھی جائے گا نیکی سے

ساکھ لاکھ سے کہیں بھلی ہوتی ہے

بات وہ بھلی کہ جو کھری ہوتی ہے

جھوٹ سے حذر حذر کرو ہر دم تم

جھوٹ سے تو دوست کرکری ہوتی ہے

بحر ہزج مثمن اشتر مقبوض مکفوف اہتم مخنق

فاعلن مفاعلن مفاعیلن فاع

یاد عاقلوں کی رکھ یہ فرمودہ بات

''دور تک پہنچا'' ہے بے ہودہ بات

''دور کی سنانے'' میں نہیں رہتی آن

اور تم کبھی کرو نہ آزردہ بات

بحر ہزج مثمن اشتر مکفوف مکفوف مجبوب
فاعلن مفاعیل مفاعیل فعل

تم زبان دینا نہ غلط یار کبھی
عمر بھر رہے گی نہ کبھی ساکھ تری
عہد جب کرو یار نبھاؤ بھی اُسے
استوار ہوں عہد تیرے یار کبھی

بحر ہزج مثمن اشتر مکفوف مکفوف اہتم
فاعلن مفاعیل مفاعیل فعول

''سیر کو سوا سیر'' ہے موجود ہمیش
ناتواں کی امداد ہے معبود ہمیش
تم سدا عداوت سے رہو دور دراز
آشتی سے ہو بیر ہے بے سود ہمیش

بحر ہزج مثمن اشتر مکفوف مکفوف مجبوب مخنق
فاعلن مفاعیل مفاعیلن فع

جان جائے پر آن نہ جائے کندن
بھولنا نہ اس کو ہے یہ ورثے کا دھن
عمر بھر گنوانا نہ کبھی اس کو تم
تاحیات اس کو ہے نبھانا کندن

طنز سے حیا بھی نہ حیا رہتی ہے
صدقے سے بلا بھی نہ بلا رہتی ہے

غصے سے خرد بھی نہ خرد ہے کندنؔ
کبر سے سخا بھی نہ سخا رہتی ہے

بحر ہزج مثمن	اشتر	مکفوف	مکفوف	اہتم مخنق
	فاعلن	مفاعیل	مفاعیلن	فاع

زہر گھولنا چھوڑ نہ کر اس پر ناز
ہے بہت بُری بات تو آ اس سے باز
آشتی کی باتوں سے ملے عزت خوب
اور نیک باتوں پہ تُو کر ہر دم ناز

بحر ہزج مثمن	اشتر	مکفوف	مکفوف مخنق	مجبوب
	فاعلن	مفاعیلن	مفعول	فعل

"غصہ ناک پر رکھنا" عادت نہ بنا
غصے میں نہ ہر گز اپنا خون جلا
مسکرانا ہو کندنؔ عادت میں تری
کھلکھلانا بھی ہر روگوں کی اک ہے دوا

بحر ہزج مثمن	اشتر	مکفوف	مکفوف مخنق	اہتم
	فاعلن	مفاعیلن	مفعول	فعول

'ہونٹ چاٹنے سے بجھتی ہے نہ پیاس'
دیکھنے پہ گو منہ میں آئے نہ مٹھاس

اُس گھڑی ہی کندنؔ ہوگا چین نصیب
ہو مدد تمکل دِل سے جائے ہر اس

بحر ہزج مثمن اشتر مکفوف مکفوف مخنق مجبوب مخنق
فاعلن مفاعیلن مفعولن فع

''آدھا سیر آٹے سے لگ جانا'' تُو
نیک تر کمائی کی ہو اس میں بُو
کام میں نظر آئے درتے کی خُو
مثلِ مہر جیوں کو چمکانا تُو

''بات گول کرنا'' ہو خصلت جس کی
کون پھر کرے گا بھی عزّت اس کی
صاف دِل کے ہوں کندنؔ صدہا حامی
کینہ کش بنے جو ہو خجلت اس کی

''غصّہ تھوک دینا'' ہے اچھی عادت
دور رہ کے اس سے ملتی ہے راحت
مبتلا رہے جو بھی اس میں دائم
پھر رہے نہ اس کو دشمن کی حاجت

ہاتھ کا دیا آڑے آئے کندنؔ
ہاتھ کا دیا سُکھ دے پائے کندنؔ

روکتا مصیبت کو ہے آنے سے
راہِ نیک پر بھی لے جائے کندن

بحر ہزج مثمن اشتر مکفوف مکفوف مخنق اہتم مخنق
فاعلن مفاعیلن مفعولن فاع

"جان مار کر کندن کرنا" ہر کام
کام کا بھی پھر ہوگا اچھا انجام
ہر بشر کرے گا پھر تیری تعریف
ہر طرف بھی گونجے گا پھر تیرا نام

بحر ہزج مثمن اشتر مقبوض مقبوض مجبوب
فاعلن مفاعلن مفاعلن فعل

"آنکھ میں سما گیا" ہے اجنبی ابھی
دِل مرا چرا گیا ہے اجنبی ابھی
تارِ دِل کو چھیڑ کر چلا گیا صنم
آس وہ بندھا گیا ہے اجنبی ابھی

غصّہ ہو تو بھی سمجھ کی بات ہو سدا
جوش میں بھی ہوش کی سی بات ہو سدا
برتری اسی میں ہے اسی میں بہتری
ذی مراتبوں سے کم ہی بات ہو سدا

''چال سے نہ چوکنا'' کمال ہے ترا
شاطرانہ عیب، لازوال ہے ترا
ہر گھڑی شرارتیں ہیں سوجھتی تجھے
کچھ ذرا یہ سوچ کیا مآل ہے ترا

دِل دماغ میں ہے سُر رباب میں نہیں
ہے مزہ شباب میں شراب میں نہیں
کیوں گناہ کر رہا ہے رات دِن بتا
کیف ہے ثواب میں عذاب میں نہیں

خاک چھانتا رہا'' جو در بدر کبھی
اہلکار بن گیا وہ فرم کا کسی
بھول بھال سب گیا ہے عاجزی ادا
''عرش پر دماغ ہے'' حریض کا ابھی

بحرہزج مثمن اشتر مقبوض مقبوض اہتم
فاعلن مفاعلن مفاعلن فعول

کھول کیسہ کھا ہریسہ'' زندگی گزار
شرط ہے مگر نفیسہ زندگی گزار
ہر کسی سے تو جلیسہ زندگی گزار
بیٹھ کر دروں کلیسہ زندگی گزار

بحر ہزج مثمن	اشتر	مکفوف	مقبوض	مجبوب
	فاعلن	مفاعیل	مفاعلن	فعل

''آبرو ترے ہاتھ ہے'' اے خدا مرے
آبرو بچے خواہ نہ آبرو بچے[1]
فیضیاب ہوں خواہ نہ فیض یاب ہوں[2]
عدل کا تقاضا ہے نہ دیر کچھ لگے

حسن خیز دیکھی ہے نہ ہند سی زمیں
ہر جگہ اُگلتی ہے یہ گل جبیں حسیں
دیکھتے ہی حوران بہشت بھی اُنھیں
رشک سے لجا کر وہ تڑپتی ہیں وہیں

بحر ہزج مثمن	اشتر	مکفوف	مقبوض	اہتم
	فاعلن	مفاعیل	مفاعلن	فعول

جان کی طرح رکھ بھی تو کام کو عزیز
پھر طعام حاصل بھی ہو شام کو لذیذ
کوئی کام میں نقص نکال بھی نہ پائے
بس تجھے بھی اس طور کام ہو عزیز

بحر ہزج مثمن	اشتر	مکفوف	مقبوض مخنق	مجبوب
	فاعلن	مفاعیلن	فاعِلن	فعل

---

[1]، [2] اس رباعی میں صنعت ردالعجز علی الصدور کی ایک قسم پائی جاتی ہے۔

''آبرو[1] کا پیاسا'' پائے نہ آبرو
سرخرو نہ ہوگا ہوگا نہ سرخرو
بوئے گا جو جیسا پائے گا ہو بہو
خاک رو وہ ہوگا ہوگا وہ خاک رو

شان سے ہیں کہتے آزاد ہوگئے
بولتے نہیں ہم، برباد ہوگئے
عزّ بھی گئی دولت بھی نہ کچھ رہی
''ڈینگ مارتے ہیں'' فرہاد ہوگئے

اک گھڑی بھی اپنی کب چین سے کٹی
''ایڑیاں رگڑتے'' بیتے ہے زندگی
اے خدا ہماری اب آس تجھ سے ہے
ہے ابھی اندھیرا ہو روشنی کبھی

یاد آرہی ہیں ماضی کی فطرتیں
وہ شباب ہو یا بچپن کی حسرتیں
پر نہ بھول جاؤں گا لطف وہ کبھی
عمر بھر جو اکثر لوٹی ہیں عشرتیں

---

[1] اس رباعی میں صنعت ردالعجز علی الصدور کی ایک قسم پائی جاتی ہے۔

لاعلاج بیماری بن گئی مری
اب ذرا سکت ہلنے کی نہیں رہی
دو گھڑی بھی جینا دشوار ہوگیا
''پیٹھ چارپائی پر لگ'' گئی مری

''خاک چھانتا'' پھرتا ہے نگر نگر
چینِ بھی نہ پایا دم بھر کہیں مگر
ہوگیا تباہ و برباد اس قدر
''بے نقاط سنتا'' ہے وہ ادھر ، اُدھر

''دِن گئے'' کہ بچپن اب خواب ہوگیا
یاد میں اُنھیں کے بے تاب ہوگیا
دِن شباب کے بیتے ہیں اسی طرح
کیا کہوں بڑھاپا ''بے آب ہوگیا''

صرف ایک نقطے کا فرق ہے ذرا
پر ''خدا'' کو کندن اس نے ''جدا'' کیا
ٹوٹ ہی پڑوگے کھانے بری طرح
آپ کو اگر تم سے ''بم'' بنا دیا

''کس حساب میں ہیں'' معلوم ہے ہمیں
کیوں نقاب میں ہیں معلوم ہے ہمیں

انجمن کسی میں وہ بیٹھتے نہیں
جس عذاب میں ہیں معلوم ہے ہمیں

کیا "للو پتو" کی خصلت گئی نہیں
"آگ پھانکنے" کی عادت گئی نہیں
کیوں کیا نہ نیکی کے کام کا دھیاں
کیا جزا کی کندنؔ حاجت رہی نہیں

بحر ہزج مثمن اشتر مکفوف مقبوض مخنق اہتم
فاعلن مفاعیلن فاعلن فعول

لد گیا ہے کندنؔ، اخلاص کا زمانہ
یار غار چلتے ہے چال شاطرانہ
دم بدم ہیں کہتے ہے عہد اب اٹوٹ
"آج کل بتانے" کا آگیا زمانہ

ڈاکٹر زار علامی کے دو آہنگوں میں رباعیات

صبح و شام تجار بتائیں جو سدا ۵ ز
کامیاب ہرگز نہ بنیں گے وہ ذرا ۵ ز
ڈوب جائے گی جلد تجارت اُن کی ۷ ز
لین دین میں ہوں نہ کھرے جو بھی ذرا ۵ ز

پیش آ یاروں سے الفت سے ۱۱ ز
اور غیروں سے بھی تو مل رغبت سے ۱۱ ز
زندگی کا اگر لینا ہے تجھ کو لطف ۸ ز
کام لے سدا جیون میں ہمت سے ۱۱ ز

''آخرت بنانا'' نہ کبھی بھول ذرا ۵ ز
عاقبت میں پانی ہے اگر تجھ کو جزا ۵ ز
مستعار حاصل ہے زندگی تجھے ۷،۱ ز
پھول کی طرح کندن بس اسے بتا ۷،۱ ز

''ہاتھ دیکھنا'' ہے اپنا شوق کہاں ۹ ز
پیشہ ہے نہ اپنا اس میں فوق میاں ۹ ز
دست صرف گل رو کا پڑھتے ہیں ہم ۱۱ ر
دستِ خوب رو سے جو ہے ذوق میاں ۹ ز

''آگ پر لٹاتے''ہیں دلبر یہ ادا ۹ ز
ہو جبھی گرہ میں زر رہیں وہ با وفا ۱۳ ز
عشق کی ہے کیا وقعت جانیں یہ کہاں ۹ ز
''آگ کے بنے'' ہیں کیا، جانے یہ خدا ۹ ز

کام کچھ کرو پر رائے عامہ ملاؤ ۱۰ ز
حوصلہ کبھی دل کا ایسے نہ دِکھاؤ ۱۰ ز
اختلاف رائے ہو سب سے نہ الگ ۹ ز
''ڈیڑھ اینٹ کی مسجد'' کندن نہ بناؤ ۱۰ ز

''فرض سے ادا ہونا'' ہے کارِ سعید ۱۰ ز
فکر والدین کو لگی رہے شدید ۱۲ ز
جب تلک فراغت ان کو ہو نہ نصیب ۱۰ ز
سوجھتی نہیں تب تک کچھ بات مزید ۱۰ ز

''بات کار گر ہونا'' ہے تب آسان ۱۲ ز
شرط ہے کہ اس کے کرنے کا ڈھب جان ۱۲ ز
رس اگر نہ ہوگا تیرے لہجے میں ۱۱ ز
پھر کبھی نہ ہوگا قابو میں شیطان ۱۲ ز

''سانپ نے نہیں کاٹا'' سدھ رکھتا ہوں ۱۱ ز
چال جو تو چلتا ہے بدھ رکھتا ہوں ۱۱ ز

بغض سے نہ آئے گا تاجیون باز ۱۲ ز
ہر گھڑی تری میں سدھ بدھ رکھتا ہوں ۱۱ ز

جو ''زبان پر سر دیتے ہیں'' کندن ۱۱ ز
تاحیات پاتے ہیں عزت کا دھن ۱۱ ز
جو زبان کا کچھ کرتے نہیں خیال ۱۸ ز
عمر بھر جھکا کر رکھتے ہیں گردن ۱۱ ز

تم ''زبان کو بس میں رکھنا'' کندن ۱۱ ز
ٹوٹتے کہ جڑتے ہیں اس سے بندھن ۱۱ ز
بد زبان تو ملتا ہے مٹی میں ۱۱ ز
ملک گیر ہو زبانِ شریں کندن ۳ ز

''جان کے برابر رکھنا'' ہر اک کام ۱۲ ز
کام کے برابر لینا اُس کے دام ۱۲ ز
ایک بھی نہ دمڑی اُجرت لینا کم ۱۱ ز
کام کا بھی ہوگا تیرے حکماً نام ۱۲ ز

کل تری جو شان تھی وہ اب کدھر گئی ۱۳ ز
''آپن بان سے رہنا'' کچھ بھی نہ رہی ۹ ز
یار غار چل دیے زماں بدل گیا ۱۳ ز
''آن کھان ہوگیا'' نہ دیر کچھ لگی ۱۳ ز

''آنکھ سامنے نہ ہونا'' ہیں سب کئی ۱۳ ز
ایک دو نہیں صنم ہیں بے ادب کئی ۱۳ ز
شرمسار ہو بہت نہیں اُٹھتی آنکھ ۴ ز
بے قراری میں کٹے ہیں روز و شب کئی ۱۳ ز

''آگ دابنے'' کا نہ تمھیں خیال ہے ۱۵ ز
ہر بشر کا جینا بھی، بنا وبال ہے ۱۵ ز
رہنمائے قوم جاگ خواب سے ذرا ۱۳ ز
کِس کے ''آگ چھینکنے'' کا یہ مآل ہے ۱۳ ز

بحث سے کسی سے تم کم نہیں جناب ۱۸ ز
وہ تو وہ کسی میں بھی دم نہیں جناب ۱۸ ز
جانتے ہیں وہ ہے اپنی ضد کا ایک ۱۲ ز
آپ بھی ارسطو سے کم نہیں جناب ۱۸ ز

پاپ کا گھڑا بھرکر ڈوبتا رہا ۱۷ ز
ناخدا نہ کوئی اُس کو بچا سکا ۱۷ ز
رہنما بُرے کا بھی تھا کہاں بھلا ۱۷ ز
راہ بر بھی ساتھ ساتھ ڈوبتا رہا ۱۳ ز

چھوڑ کر گئی کہاں ہے کیا مری خطا ۱۳ ز
''خواب میں نہ آنا'' ہے کیا سبب بتا ۱۷ ز

کیوں خبر نہ لی میں اتنا برا نہ تھا
بے قرار مت کر اب اک جھلک دِکھا

"وقت کو غنیمت تم جانیے" سدا
وقت کو نہ ضائع تم کیجئے ذرا
دیکھو وقت تم کو پھر کر نہ دے تباہ
فائدہ اُسی سے تم لیجئے بجا

جب تمھیں بلایا تو کہا "کیا معنی؟"
دِل تمھیں دکھایا تو کہا کیا معنی؟
بات بات پر بُرا نہ مانو بالم
اُنس بھی جتایا تو کہا کیا معنی؟

جان کی طرح رکھنا کام کو عزیز
پھر تمھیں ملے کھانا شام کو لذیز
کام میں نہ مل پائے کندنؔ ایک نقص
نور عین کی مانند کام ہو عزیز

ڈاکٹر زارؔ علامی کے تین آہنگوں میں رباعیات

"چار ہاتھ کی زبان ہو" جس کی بھی	۳	ز
عمر بھر نہ ہو ذرا بھی عزت اس کی	۳	ز
تاحیات ٹھوکر کھاتا رہتا ہے	۱۱	ز
چین زندگی بھر پائے نہ وہ کبھی	۱۷	ز

جھوٹ سے رہو دور خدا خدا کرو	۱۵	ز
یاد موت کو کرو خدا سے بھی ڈرو	۱۳	ز
"آب شر" کرے ہے کھر کے گھر برباد	۱۲	ز
تم شراب مت پیو حذر حذر کرو	۱۳	ز

ڈاکٹر زارؔ علامی کے چار آہنگوں میں رباعیات

کیا محاوروں کی خوش بہار چھائی ہے	۱۳	ز
ندرت مضامین کی باڑھ آئی ہے	۱۵	ز
مثل روز مرّہ یہ کہاوتیں، مقولے	۶	ز
بس کہ ہر رباعی ان میں نہا آئی ہے	۱۷	ز

انتظار مدت سے ہے آئی نہ بہار	۶	ز
باغ میں نہ آیا ہے پھولوں پہ نکھار	۱۰	ز
اب بہار آنے کی نہیں ذرا خبر	۱۳	ز
گھٹ رہا ہے یار اب چمن کا بھی وقار	۱۴	ز

رودکی کے دو آہنگوں میں رباعیات

مت پوچھ مرے دل میں کیا رکھا ہے ۱۱
بس دِل میں ترا عشق رما رکھا ہے ۹
موسیٰ بھی جسے طور پہ آیا پانے ۹
وہ نور ازل ہی سے بسا رکھا ہے ۹

تہذیب و تمدن کا اُڑاؤ نہ مذاق ۶
داؤ پہ لگاؤ نہ کبھی تم اخلاق ۱۰
ہے ہند کی تہذیب جہاں میں بے مثل ۱۰
تہذیب ودیشی کے نہ ہو تم مشتاق ۱۰

آنکھوں میں نہ نور ہو جہنم ہے حیات ۲
دِل میں نہ سرور ہو جہنم ہے حیات ۲
ہُن کیوں نہ برستا ہو ہر وقت بہت ۷
جس میں نہ شعور ہو جہنم ہے حیات ۲

دوزخ ہے وہ کدہ نہ ہو گھر کا چراغ ۱۴
کب چلتا ہے وہاں پہ پھر دورِ ایاغ ۱۴
سمجھو اس گھر کو تم فقط ہو کا مکاں ۱۴
جس میں ہوتا نہیں کسی کا دِل باغ ۱۶

اپنی دولت دِکھا نہ اپنوں کو تُو ۱۵
باتیں اس کی بتا نہ اپنوں کو تو ۱۵
اپنے لالچ میں بن نہ جائیں وہ عدو ۱۳
دشمن اپنا بنا نہ اپنوں کو تو ۱۵

محبوب سے یاروں کا گلہ ہوتا ہے ۹
اپنوں ہی سے اپنوں کا گلہ ہوتا ہے ۹
ہرگز نہ بڑا مان گلے کا اے دوست ۱۰
شاہوں سے بھی شاہوں کا گلہ ہوتا ہے ۹

دِل میں بھی بٹھاؤں کا سلیقے سے اُسے ۵
دِم ساز بناؤں گا قرینے سے اُسے ۵
سنتا ہی نہیں ابھی کسی کی وہ بات ۴
''شیشے میں اُتاروں'' کا طریقے سے اُسے ۵

مشعلچی اندھا ہوتا ہے مانو ۲۳
یا اپنی دانش سے کچھ خود جانو ۲۳
جب دانش مند آپ کھائے دھوکا ۱۵
پھر کیسے سمجھائے وہ دوجے کو ۲۳

ناداں کی دوستی سے حاصل کب کچھ ۱۵
قربت دانا میں ہے حاصل سب کچھ ۲۳

رغبت رکھنا فضول ہے ہر اک سے ۱۵
ہوتی ہے اس میں پھر عزت کب کچھ ۲۳

کایا کا رکھ دھیان بڑی ہے کایا ۱۵
مایا کا تج موہ بُری ہے مایا ۲۳
مایا سے تو ملے نہ کایا ہرگز ۱۵
ہاں کایا سے ملی ہے ہر دم مایا ۱۵

تیری گفتار کے الگ ہوں کچھ طور ۱۶
تیرے انداز فکر میں ہو کچھ اور ۱۶
ماحول کی ہو بجا عکاسی جس میں ۳
ہو تیری شاعری کا اپنا کچھ دور ۱۶

''طوطے کی طرح کندآن پڑھتے'' ہو سدا ۷
کچھ سوچ سمجھ کر مُکھ کھولو بھی ذرا ۷
مطلب نہ نکلتا ہے باتوں کا کبھی ۷
''ماروں گھٹنا پھوٹے ہے آنکھ سدا'' ۱۹

''من مار کے رہنا'' ہے بڑا مشکل کام ۱۰
ہوتا ہے اسی راہ کا اچھا انجام ۱۰
ملتی ہے اُسی راہ سے روحانی قوت ۱۰
سکھ دکھ سے بہ ہر طور ملے ہے آرام ۱۰

"دس انگلی دس چراغ" ہیں دنیا میں ۱۵
رکھتے روشن دماغ ہیں دنیا میں ۱۵
کوئی ثانی نہیں ملا ڈھونڈا دہر ۱۶
انساں بس ذی دماغ ہیں دنیا میں ۱۵

کندنؔ! چھایا بہت بڑی مایا ہے ۱۵
جیون بن آسرا بُری کایا ہے ۱۵
گرمی سردی کیسے بیتی اس کی ۲۳
بنجارہ جانے کیسی کایا ہے ۲۳

راحت سے کام ہو نہ سختی کیجئے ۱۶
رس دئے جو مرے نہ پھر وِش دیجیے ۱۶
داناؤں نے بتائے تم کو جو گُر ۱۵
ہر دم ان پر دھیان کندنؔ دیجیے ۱۶

تیرا ایسا پختہ تریں کام رہے ۱۷
رہتی دنیا تک بھی تیرا نام رہے ۱۷
دنیا کے سامنے رہے بن کے مثال ۱۴
غیروں میں بھی چرچا ترا عام رہے ۱۷

میں خوش میرا خدا بھی خوش ہے کندنؔ ۱۵
جب سے پکڑا میں نے ماں کا دامن ۲۳

ماں دامن کے تلے چھپانا مجھ کو ۱۵
بتیں دامن تلے بھی صدہا ساون ۱۵

''پاؤں پھیلا کر سونا'' چھوڑ ادا ۱۹
احمق جیون میں پالا عیب بُرا ۱۹
کرتے ہیں جو وقت ہمیشہ برباد ۲۲
ان کوُ کر دیتا ہے پھر وقت فنا ۱۹

سر کا پیروں پر ہووے بوجھ سدا ۱۹
اپنا اپنوں نے ڈھووے بوجھ سدا ۱۹
اپنا اپنے ہی کا سمجھتا ہے درد ۱۶
غیروں کا بھاری ہووے بوجھ سدا ۱۹

''جگ درشن کا میلا ہے'' عام یہاں ۱۹
مل جل کر ہی کندنؔ ہو کام یہاں ۱۹
ہاتھ پر رکھ ہاتھ نہ ہو کوئی کام ۲۲
کچھ کرنے دھرنے سے ہو کام یہاں ۱۹

پنچوں پر چلنے میں کچھ شان نہیں ۱۹
کندنؔ اس سے بڑھتی پہچان نہیں ۱۹
آنکھوں پر سب کو نہ بٹھانا ہو اگر ۱۷
جھک کر چلنے میں کچھ نقصان نہیں ۱۹

مولا جھٹ دیتا ہے سزا جھوٹوں کو ۲۱
مولا جھٹ دیتا ہے جزا سچّوں کو ۲۱
''مولا کے گھر دیر ہے اندھیر نہیں'' ۱۷
مولا جھٹ دیتا ہے قضا کھوٹوں کو ۲۱

دانی کے آگے پلّو کرتے ہو ۲۳
کندنؔ ایسی بھیک پہ کیوں مرتے ہو ۲۱
ہمت کرکے کچھ جینا سیکھو تم ۲۳
''بہتی گنگا میں چلو بھرتے'' ہو ۲۳

''پاؤں پر پاؤں رکھ کر سونا'' مت ۲۳
جیون کا پل پل ہرگز کھونا مت ۲۳
اپنوں کے متروں کے بھی آنا کام ۲۴
ان سب کو کھو کر تم پھر رونا مت ۲۳

جو ''کچے گھڑے پانی بھرتے'' ہیں ۲۳
وہ ہر مشکل کو آساں کرتے نہیں ۲۳
ہو کتنا ان کے آگے مشکل کام ۲۴
نا ممکن کو وہ ممکن کرتے ہیں ۲۳

''جب تک جینا تب تک سینا'' ہوگا ۲۳
کڑوا میٹھا نس دِن پینا ہوگا ۲۳

محنت جب اپنی لائے گی کچھ رنگ ۲۴
تب کندنؔ سکھ سے کچھ جینا ہوگا ۲۳

سب ''جیتے جی کا میلا'' ہے جیون ۲۳
سب جیتے کا جی ناتا ہے جیون ۲۳
ان میں کندنؔ تب تک رہتا ہے میل ۲۴
جب تک بندھن میں رہتا ہے جیون ۲۳

اپنے حق میں ''کانٹے بوتے'' ہیں جو ۲۳
اوروں کے حق میں ان سے کب کچھ ہو ۲۳
ایسے لوگوں سے جو چاہے اُمید ۲۴
وہ مورکھ سے بھی بڑھ کر مورکھ ہو ۲۳

''راجا کیا جانے ہے بھوکے کی سار'' ۲۴
جس تن لاگے بس وہ تن جانے یار ۲۴
یا ان راہوں سے گزرا ہو جانے ۲۳
''اندھے سے پوچھو تم آنکھوں کا سار'' ۲۴

خوش بختی جو گھر میں آئی ہے آج ۲۴
اک رونق آنگن میں چھائی ہے آج ۲۴
جنت سے مژدہ یہ لائی ہے صبا ۱۹
بیٹے کے ''گھر لچھمی آئی'' ہے آج ۲۴

''نکٹے کا کھائے اوچھے کا مت کھائے''
بے غیرت کا کھائے عزت رہ جائے
''منہ میں روٹی سر پر جوتی'' سے بچو
کم ظرفوں کا کھائے تو عزت جائے

کوشش کوئی بھی چاہے لاکھ کرے
کندن نہ خوشامد سے کچھ کام بنے
''لے دے کر'' ہوتا ہے ہر کام یہاں
گڑ کہنے سے بھی منہ میٹھا نہ بنے

رودکی کے تین آہنگوں میں رباعیات

بہتا ہے دریا بھی نہ یک پاٹ کبھی ۱۷
دولت بھی ہر دم نہ کبھی ساتھ رہی ۱۷
حاصل ہوں جو جاہ و مراتب کچھ روز ۲۲
چلتی پھرتی چھاؤں ہر چیز لگی ۱۹

رہتے ہیں دو ملک مرے شانوں پر ۱۵
میرے ہر اک عمل کی لکھتے ہیں خبر ۱۳
شاہد ہوں گے وہی مرے روزِ حساب ۱۴
ہوگا کوئی نہ اور شاہد دیگر ۱۵

انجانے میں ہوئی خطا جانے دو ۱۵
کیوں ہوتے ہو اپنوں سے خفا جانے دو ۹
اپنا مجھے سمجھو میں کوئی غیر نہیں ۵
ہر بار نہ جتلاؤ خطا جانے دو ۹

احساسِ صداقت میں وہ رکھتا ہے کمال ۶
سچ بات کے کہنے میں ہے آپ اپنی مثال ۶
غیروں میں اپنوں میں نہ رکھتا ہے بھید ۱۶
بے شک ''منہ پر کہے سو ہے مونچھ کا بال'' ۱۴

''ہو منہ پھر کچھ پیٹھ پہ کچھ'' جو کندن ۲۱
اس کو سمجھو اپنی جاں کا دشمن ۲۳
رکھنا نہ کبھی تم ایسے سے ملت ۱۱
موقع ملتے ہی پکڑے گا گردن ۲۳

ہو قلب صفا سے جو عبادت تیری ۹
پوچھے بھی خدا آکر چاہت تیری ۱۱
تیرے ہر اک سوال کا دے گا جواب ۱۴
پھر عرش پہ لے جائے محبت تیری ۹

پُر ہے ہر سوغات سے جس کا گُلشن ۲۱
بخشش وہ کرتا ہے ازل سے ہر چھن ۲۱
اس کے نہ نظام میں بھی آتا ہے خلل ۱
دیکھو اس کے دِل گردے کو کندن ۲۳

بچپن کا ہر لطف اُٹھایا میں نے ۲۱
گرنے سے شباب کو بچایا میں نے ۳
لیتا ہوں پیری میں جوانی کا لطف ۲۲
عہدِ ماضی یوں نہ گنوایا میں نے ۲۱

جو اوج وطن میں حصے دار نہیں ۸
وہ ملک کا بھی کبھی وفادار نہیں ۲

سر اس کو اُٹھا کر کے چلنا تو کجا ۷
وہ دیش میں رہنے کا حقدار نہیں ۸

ڈستے ہیں مجھے تیری الفت کے خطوط ۲
جھوٹی قسمیں جھوٹی چاہت کے خطوط ۲۰
لے جا تو یہاں سے یہ امانت مجھ سے ۳
کب تک یہ سنبھالوں گا حقارت کے خطوط ۲

مشکل نہ ہو آسان کبھی جس کے بغیر ۲
ہر گز نہ ملے شان کبھی جس کے بغیر ۶
آتی ہے کبھی یاد تجھے اس کی بتا ۵
ملتا ہے نہ پکواں کبھی جس کے بغیر ۶

اچھا اچھا سے تو ملے نیچ سے نیچ ۱۴
پانی پانی سے تو ملے کیچ سے کیچ ۱۴
ہم جنس کو ہم جنس سے ہوتی الفت ۹
الفت افزوں تب ہو پڑے کھیچ پے کھیچ ۱۸

آدم کا شیطان بنا ہے آدم ۲۱
آدم ہی سے آدم ہے بگڑتا ہر دم ۹
ہوتا جو الٹ اس کا جہاں میں کندن ۹
تو پھر ! ہوتی جنت ہر دم ۲۳

ناخن سے کہیں گوشت بھی ہوتا ہے جدا ۱۵
اپنے تو اپنے ہی رہتے ہیں سدا ۱۹
اپنوں سے دشمنی رہی کب دائم ۱۵
غم میں اپنے ہی ساتھ دیتے ہیں سدا ۱۳

ہو لاگ لگتی پھر نہ ملے لاج کہیں ۵
رہتا بھی حیا کا پھر تو نام نہیں ۷
کندن ہو اگر عشق حقیقی تیرا ۹
پھر اس سے بھی بڑھ کر کوئی بات نہیں ۷

کیا ''منہ کا نوالہ ہے'' نگل جاؤ گے ۹
فرہاد کے قدموں پہ نہ چل پاؤ گے ۹
ہے کوہ بے ستون نہ کٹ پائے گا ۱۵
تنہا جوئے شیر نہ لاپاؤ گے ۲۱

''کیا تھا کیا ہوگیا'' جھپکتے آنکھیں ۱۵
والد کی سُنتا ہے نہ کوئی باتیں ۲۱
عزت سے جھکے کل ہم جن کے آگے ۱۱
عزت کو ترستی ہیں اب وہ آنکھیں ۱۱

جو کچھ تو دیتا ہے ''بہت ہے'' مالک ۱۵
دل کھول کے دیتا ہے بہت ہے مالک ۹

تیرے بھنڈار میں نہ آتی ہے کمی ۱۳
نیا تو کھیتا ہے بہت ہے مالک ۱۵

رہتا ہوں یادوں میں صبح شام بہت ۱۷
جیون میں ہیں اور مگر کام بہت ۱۷
محبوب نہ پہلی سی محبت اب مانگ ۱۰
ٹکرائے تری محفل میں جام بہت ۷

ٹھنڈا لوہا گرم کو کاٹے ہے سدا ۱۷
ٹھنڈا لوہا نہ کاٹے ٹھنڈے کو ذرا ۱۳
غالب آتے ہیں تند پہ نرم مزاج ۱۴
غالب کب آئے تند پہ تند بتا ۱۳

حیوان ہے وہ اُسے نہ انسان سمجھو ۳
معلوم نہیں اپنی منزل جس کو ۱۱
رہبر اس کو تو نہ سمجھنا کندنؔ ۲۱
وہ راہ دکھائے گا بھی پھر کیا کس کو ۳

مٹ جائیں جی جان پہ وہ یار کہاں ۱۷
''منہ ہی کا میٹھا ہے'' وہ پیار کہاں ۷
دولت ہی نے بدلہ ہے محبت کا مزاج ۶
جد امجد میں جو تھیں وہ اقدار کہاں ۱۷

ایسی ہے کہاں جڑ نہ بنے جس کی دوا ۵
وہ لفظ کہاں ذکر نہ منتر میں ہوا ۵
ہوتا ہے مفید ہر بشر بھی کندن ۳
افسوس کی رہی ہے پرکھا کی سدا ۱

برسات عذاب بن کے برسی اس بار ۴
برسات نہ بر کے ساتھ بیتی اس بار ۴
جیسے ماہی تڑپے پانی کے بغیر ۲۰
برسات میں یوں برہن تڑپی اس بار ۱۲

مجرم نے حکومت اب سنبھالی ہے ۱۱
اس قوم کا تو پھر مولا والی ہے ۱۱
ہے وقت یہی جاگو جوانان ہند ۱۰
بلّی سے چھچھڑوں کی رکھوالی ہے! ۲۳

بس بو کے آتا ہے جاتا ہے جہاں ۱۹
جھگڑے کی جڑ ہے تو بدی کا ہے نشاں ۱۷
آدم بن چھوڑ یہ خرافات فساد ۱۸
مانگے تجھ سے آکر شیطان اماں ۱۹

جوتی پر روٹی رکھ کر دیتا ہے ۲۳
منگتے کی سرد آہ کیوں لیتا ہے ۱۵

دانی! کر خیرات اگر دِل ہے تو ۲۱
دے جیسے دل کھول خدا دیتا ہے ۲۱

ہر جی میں سمجھے جو اپنی ہی جان ۲۴
ہر عورت کو بھی دے ماں کا سمان ۲۴
سمجھے جو زر غیر کو مٹی ہے فقط ۱۷
ہوتا ہے وہ شخص نہایت وِدوان ۲۲

''جوتے ہل تو پائے پھل'' ہے یہ اٹل ۱۹
لازم ہے تم پر ہو بس ٹیک عمل ۱۹
کوشش، ہمت سے حاصل ہو جو کام ۲۴
اس کا کندن پاؤگے میٹھا پھل ۲۳

احمق نے اک دِن دانا سے یہ کہا ۱۹
تم عاقل ہو مجھے بتاؤ یہ ذرا ۱۳
اندھے کو دِن رات برابر میں کیا؟ ۲۱
ہاں! ''احمق احمق ہی ہوتا ہے'' سدا ۱۹

احمق ہر دم خود رہتا ہے پامال ۲۴
اوروں کا جینا بھی کرتا ہے محال ۲۰
''بلّی بھی گرتی ہے پنجوں کے بل'' ۲۳
دانا اپنے سکھ کا رکھتا ہے خیال ۲۰

چادر سے پاؤں باہر پھیلانا ۲۳
کندنؔ ہے ہمت سے باہر جانا ۲۳
بہتر ہے انسان نہ کرے ایسا کام ۲۲
جیون میں کل پڑے نہ پھر پچھتانا ۱۵

دیدوں سے کاجل کو چرانے والو ۲۱
یوں آنکھوں میں دھول اُڑانے والو ۲۱
دیکھو تم، پچھتاؤ گے اک دِن خوب ۲۴
اوچھی عادت پر اُترانے والو ۲۳

اوچھی تم بات مت اُڑاؤ کندنؔ ۱۵
اوقات نہ اپنی بھی دکھاؤ کندنؔ ۹
درشن تھوڑے نام بہت" سمجھو تم ۲۱
جا بے جا شیخی نہ جتاؤ کندنؔ ۲۱

رودکی کے چار آہنگوں میں رباعیات

بن سیوا میوہ نہ ملے گا کندن ۲۱
تم کو بھی تڑپنا ہی پڑے گا ہرچھن ۹
جیون کا لطف ہے اسی میں مضمر ۱۵
"ہر سیوہ نر سیوہ" میں دے جیون ۲۳

داتا کے دینے کے کندن سو بات ۲۴
جب آئے دینے پہ کرے تب برسات ۲۲
اس کا بھنڈرا تو ختم ہو نہ کبھی ۱۳
اس کے بھنڈار کی نہ پوچھو تم بات ۱۶

بن بر کے شب برکھا مشکل ہوگی ۱۹
آ ساجن درشن کو نیناں لوبھی ۲۳
پردیسی سے پیت اگا کر جوگن ۲۱
بن جوگن بن گئی بروگن روگی ۱۵

لے شام اودھ کا کوئی اب نہ سرور ۲
اب صبح بنارس پہ کرے کون غرور ۶
فرصت ہے کسے لطف اُٹھائے ان کے ۹
دو وقت کی روٹی کو ہے انساں مجبور ۳

ہوں غور کی باتیں نہ انھیں سُن کر ٹال ۱۰
ہوں نیک تو فوراً لو انھیں جیب میں ڈال ۶
جو چیز پسند اپنے کو ہو نہ کبھی ۱
بہتر ہے اُسے اوروں میں تو نہ اُچھال ۸

"پانی کر دینے" میں ہے تیرا جو کمال ۱۴
دیکھی ہی نہیں اب تک میں نے یہ مثال ۲۱
ایسا ہی ہنر خدا عطا سب کو کرے ۱
آئے نہ کبھی کسے ذرا سا بھی جلال ۲

گونگے کے اشارہ کو گونگا ہی...... سمجھے ۱۱
ہم جنس ہی ہم جنس کو سمجھے پرکھے ۹
کوئل کی سُر پر کب کوا ٹھمکے! ۲۳
ہاں جس کی توفیق خدا دے سمجھے ۲۱

گُڑ سے جو مرے نہ زہر دو تم اس کو ۳
نرمی سے جو ہو کام نہ سختی سے لو ۹
کندن اس میں ہے دانائی تری ۱۵
سیدھی انگلی سے ہو نہ ٹیڑھی سے کرو ۱۷

غاری ہیں جو بھارت کا رکھتے ہیں خیال ۸
کافر ہیں وہ جو تلے ہیں کرنے پامال ۴

کافر نہ یہاں رہنے پائے کوئی ۱۱
دم بھر میں کرو جینا ان سب کا محال ۸

کاٹے نہ کٹے جو وہ نہ مارے بھی مرے ۱
پھر ایسے سخت جان کا کچھ نہ بنے ۱۳
تدبیر سے بنتا ہے سبھی فوراً کام ۱۰
ہو کتنا مشکل مقصد وہ بھی بنے ۱۹

ہو اپنا ہی بوجھ اُٹھانا بھاری ۲۱
تب کیسے کرے کسی کی وہ غمخواری ۳
مانگے پر نادار نے منگتے سے کہا ۱۷
''مولی اپنے پتوں ہی سے بھاری'' ۲۳

آئے گا اسی کام پہ سچ مچ جوبن ۹
جس کام میں محنت بھی ہو اور لگن ۷
آئے نہ کرم کے بھی محاصل کا خیال ۲
خدمت سے عظمت ملتی ہے کندن ۲۳

بادل برسے اور بہت گرمائے ۲۱
فیاض سخاوت کرکے شرمائے ۱۱
ہیں دونوں ہی فیاض یہ سچ ہے لیکن ۹
اک بڑا بولا دوجا بڑپن دِکھلائے ۲۲

اک رشتہ قدیمی ہے مرا جنت سے ۹
ہوں شہر بدر کیا گیا مدت سے ۳
جنت میں نہ جاؤں گا واپس تب تک ۱۱
لینے کوئی آئے نہ گر عزت سے ۲۱

وہ زندہ لاش ہے اسی دھرتی پر ۳
نادار کے کام جو نہ آیا ہو بشر ۱
اپنے لیے سوچے جو بس جیون میں ۱۲
وہ اصل میں حیوان سے بھی ہے کم تر ۹

احسان فراموشی کی عادت نہ بھلی ۵
کفرانِ نعمت سے کسی کی نہ پٹی ۱۷
جو وقت نکل جانے پر بدلے آنکھ ۱۲
اس کی قربت میں کچھ ملے گا نہ کبھی ۱۳

الٹی گنگا بہتی ہے یار یہاں ۱۹
ہے سیدھے کام کی تجھے آس کہاں ۱۳
''کس بات پہ پھولا'' ہے یہ بتا ۷
ہرگز نہ گلے دال کسی کی بھی یہاں ۵

تو ''چندے آفتاب چندے ماہتاب'' ۱۶
ہے دنیا کے حسن میں ترا نہ جواب ۱۸

چشم باطن سے گر کوئی دیکھے ۲۳
تو دیکھے گا ترا جلوہ بھی شتاب ۲۰

ہے حُسن حقیقت میں ترا...... پائیدار ۱۰
بینا آنکھیں ہی کر سکیں بس دیدار ۱۶
آسکی ہی نہیں خزاں اس پہ کبھی ۱۳
اس پر تو ازل ہی سے چھائی ہے بہار ۸

"گھر دور بھروتا بھاری" بھی ہو کبھی ۷
کندن مشکل میں بھی نہ گھبرائے جی ۱۵
وہ مشکل پھر مشکل رہتی ہے نہیں ۱۹
مشکل سب آسان ہو جاتی ہے تبھی ۱۷

منہ پر کی ساری باتیں ہیں اس کی ۲۳
ان چیڑی باتوں میں آنا نہ کبھی ۱۹
ایسی باتوں سے جو بنائے اپنا ۱۵
زیرِ الفت کرے عداوت بھی وہی ۱۳

اپنے ہی کام سے جو رکھتے ہیں کام ۱۶
پہنچا نہیں سکتے وہ ہرگز آلام ۱۲
رہتی ہے سدا جنھیں خرافاتی دُھن ۳
بیکار وہ رہتے ہیں سویرے سے شام ۱۰

رودکی اور سحر کے عشق آبادی کے دو آہنگوں میں رباعیات

ہر اک کی ہر دم چلتی نہیں کبھی	۱۱	س
ممسک کو عزت ملتی نہیں کبھی	۱۱	س
ملتی ہے سخاوت سے بڑی آن یہاں	۵	ر
ناؤ خشکی میں چلی نہیں کبھی	۱۱	س

رودکی اور سحر کے عشق آبادی کے تین آہنگوں میں رباعیات

ہر شخص نے مشترک ہے اک پائی خو	۹	ر
سب کو گندی لگتی ہے گندن بو	۲۳	ر
حیوان میں بھی پاؤگے تم یہی ادا	۳	س
''میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو''	۲۳	ر

شب جھک مارں دِن کو پارسا بنی	۱۱	س
''نو سو چوہے کھاکے چلی حج کو بلّی	۱۷	ر
تم ایسے پارسا سے بس دور رہو	۱۳	ر
کب ایسے پارسا سے ہے چین ملی	۱۳	ر

رودکی اور سحر عشق آبادی کے چار آہنگوں میں رباعیات

گھوسوں کا ادھار جلد جلد دے اُتار	۲	س[1]
نہلے پہ پڑے دہلے کی جیسے مار	۱۲	ر[1]
ہوتی ہے نقد ہی تجارت اچھی	۱۵	ر
چلتا کاہگ مار بھی جاتا ہے ادھار	۱۸	ر

---

[1] ''س'' سے سحر، ''ر'' سے رودکی

رودکی اور زار علامی کے دو آہنگوں میں رباعیات

"چپ کی داد تو سدا خدا" دیتا ہے ۳ ز
صبر کا بھی پھل خدا سدا دیتا ہے ۳ ز
دیتا ہے کام کا صلا ہر اک کو ۱۵ ر
ہر اک کو رزق بھی خدا دیتا ہے ۱۵ ر

انداز گفتگو ذرا ان کے دیکھ ۱۲ ر
ہر اک حیران رہ گیا سن کے دیکھ ۱۲ ر
آج تک نہ کی کوئی سلیقے کی بات ۸ ز
کیا منہ سے پھول جھڑتے ہیں ان کے دیکھ ۱۲ ر

کیا ہی ہوتا جو تم ہمارے ہوتے ۱۵ ر
چین سے بھی کچھ روز گزارے ہوتے ۷ ز
زندگی میں غم بھی نہ پھٹکتا کوئی ۷ ز
زندگی کے پھر اور نظارے ہوتے ۷ ز

مال و زر سے بھی وہ سنبھل سکتا ہے ۱۱ ز
تدبیر سے تقدیر...... بدل سکتا ہے ۹ ر
نظروں سے گرا شخص نہ ہرگز سنبھلے ۹ ر
اونچے سے گرا شخص سنبھل سکتا ہے ۹ ر

ز" سے زار علامی

دے کار خیر میں ذرا تن من دھن
سب کچھ رہ جائے گا یہاں پر ساجن
کوئی کچھ بھی نہ ساتھ دے گا تیرا
کچھ ''دیا ہی آگے آئے گا'' کندن

''آپ آئے بھاگ آئے'' چمکا در گھر
آن بان کو صنم لگائے دو پر
''آپ میں'' رہا نہیں ذرا میں یکسر
تم کو دیکھوں یا گھر کو ہوں ششدر

آدمی بنانا کوئی کھیل نہیں
ارض کو سجانا کوئی میل نہیں
آتے آتے آئے گا فرض نبھانا
فرض کو نبھانا کوئی کھیل نہیں

دھن دولت تھا گیا امیری کا عہد
اب ''پانی ڈھل گیا'' ہے پیری کا عہد
عہد عہد بیتے گئے کندن سب
کچھ اس کا لطف ہے فقیری کا عہد

''پانی کی لہریں گننے'' سے حاصل
وقت کا تقاضا ہے اب بن عاقل

چیز دسترس سے تیرے ہو باہر ۱۱ ز
ایسے کاموں کو کرنا لا حاصل ۲۳ ز

''پیروں کے ناخن نہ دکھانا'' تیرا ۲۱ ر
بن گیا غضب آنکھ بچانا تیرا ۷ ز
دیکھنا کہیں توڑ نہ دے آخر دم ۷ ز
بے سبب یہ کندن کو ستانا تیرا ۷ ز

''روٹی پر روٹی رکھ کر کھاتا ہوں ۲۳ ر
روز و شب مولا کے گن گاتا ہوں ۲۳ ر
اطمینان سے گزر رہا ہے جیون ۳ ز
جگ کو جینے کے گر سمجھاتا ہوں ۲۳ ر

پے در پے دفن چوتھی میت کو کیا ۷ ر
گھر آج نہ ہم دم کوئی اس کا رہا ۷ ر
لگتا ہے مجھے کچھ ایسا یار ابھی ۷ ر
''موت کے فرشتوں نے گھر دیکھ لیا'' ۹ ز

''سر ہوتا ہے'' پر بت دھیرے دھیرے ۲۳ ر
بڑھتا ہے دھن دولت دھیرے دھیرے ۲۳ ر
ہو سہج سہج کام تو وہ ہوتا ہے پختہ ۸ ز
حاصل ہو علمیت دھیرے دھیرے ۲۳ ر

ایک آنکھ سے سب کو دیکھنا نہ بھول ۱۹ ز
بس یہی رہے منصف عمر بھر اصول ۱۸ ز
ایسی دیکھنا سوچ نہ پائے کوئی ۲۱ ر
بن نہ جائے ہرگز انصاف کی یہ جول ۱۸ ز

کیا اب سر اپنا وہ اٹھا سکتے ہیں ۲۳ ر
کیا وہ مجھ سے آنکھ ملا سکتے ہیں ۲۳ ر
بار بار جس نے مانگی ہو بخشش ۱۱ ز
کیا وہ میرے سامنے آسکتے ہیں ۲۳ ر

ردوی اور زار علامی کے تین آہنگوں میں رباعیات

چار دن کی چاندنی ہے پھر اندھیری رات ۱۴ ز
عیش عشرتوں میں بھی نہیں کہیں ثبات ۱۴ ز
دنیا کے جھمیلوں سے نہ پائی ہے نجات ۱ ز
لو لگا اُس کی ذات سے تو دن رات ۴ ز

"لینے میں نہ رب سے میں" کی کھائی جو قسم ۵ ز
خصلت یہ نہ جائے گی تری سات جنم ۵ ر
بہتر ہے گھر چھوڑ بنے تو راہب ۲۱ ز
اور ڈھائے گھر میں نہ تو ہر اک پہ ستم ۵ ز

کندن کیا منہ دکھائے گا روز حساب ۱۴ ر
اعمال کی پیش ہوگی جب تیرے کتاب ۲ ر
زندگی کا ہر پل تو نیکی میں گزار ۱۰ ز
تاکہ بن سکے تجھ سے اُس دن کا جواب ۱۰ ز

قسمت اپنے سے ہے کوسوں بھاگے ۲۳ ر
"دکھ کس کس کو رو ئیں" کس کے آگے ۲۳ ر
بخت سو گیا اک مدت سے اپنا ۱۱ ز
لاکھ کوششوں سے بھی نہ اب وہ جاگے ۳ ز

''غرض بادلی ہوتی ہے'' اے قاتل
اچھے اچھوں کو ہے بناتی جاہل
حاجت سے جو بھی بچ جائے انساں
سمجھو تم اس کو ہے عالم فاضل

سر کھاؤ میرا نہ یہاں لاف کرو
بات آپ کیا گاتے ہیں صاف کہو
بات جو لبوں پر ہے دِل میں نہ رہے
کہنا ہے کہو برحق انصاف کی ہو

''تو مجھ کو تو میں تجھ کو'' ہو یہ مدام
ایک دوسرے کے ہم سب آئیں کام
دم بدم رہیں دُکھ سُکھ میں بھی ہم شریک
ہو معاشرے کا کندن روشن نام

''جی سے جی ملنے'' کا آیا جو خیال
ہے کرشن دوستی سُداما کی مثال
پھر ایسی دوستی نہ دیکھی ہے کبھی
اب ایسی یاری کا آئے نہ خیال

آن بان سے بچو سرخرو رہو
بس یہی خدا سے تم آرزو کرو

ہر ایک سے پیش آئیں عزت سے ہم
''آبرو بڑی چیز ہے'' آبرو کرو

سر سے سر جوڑنا ہے بہتر کندنؔ
مشورہ صلح میں نہ لگے کچھ بھی دھن
مشکل بھی مسئلے سلجھ جاتے ہیں
ان کو حل کرنے کی من میں ہو لگن

مل کر جو بھی بوجھ کبھی ڈھوتے ہیں
ان کے تو نتیجے بھی بھلے ہوتے ہیں
مشورہ کہ امداد اگر کرنی ہو
کندنؔ ''دو سے تین بھلے ہوتے ہیں''

سر پھرا کبھی چین نہ دے سکے ذرا
''پیٹ کا جلا گاؤں دے جلا'' سدا
آپے سے وہ جب ہو جائے باہر
پا سکے نہ کوئی تب چین بھی ذرا

''دولت ڈھلی چھاؤں ہے'' یاد رہے
اس کو نہ کہیں ٹھاؤں ہے یاد رہے
آج میرے پاس ہے تو کل تیرے پاس
اس کا لرزاں پاؤں ہے یاد رہے

"تقدیر موافق ہونے" پہ مت بیٹھ ۱۲ ر
زندگی کٹھن سے ہے عمل کر مت بیٹھ ۴ ز
زندگی کل ہے انمول نہ سمجھے ۱۷ ز
ہاتھ پہ نہ ہاتھ دھر عمل کر مت بیٹھ ۴ ز

بس تقدیر پہ جب مولا کا نام لیا ۹ ز
حیثیت سے بڑھ کر تب کام کیا ۱۹ ر
پکڑا منزل کو بھی جو کر کن لیا ۲۳ ر
ہر گھڑی کڑی محنت کا جام پیا ۹ ز

ایک پاٹ بہتے بھی نہ دیکھے دریا ۷ ز
"بہکے جائے ہر بھی نہ رہتے ہیں" سدا ۱۷ ر
قسمت ان کا بھی کھاتی ہے پلٹا ۲۳ ر
رُک جاتے ہیں اکثر بہتے دریا ۲۳ ر

چادر تھوڑی پاؤں پھیلائے بہت ۱۹ ر
قرض لے کے چٹخارے بھر لائے بہت ۹ ز
جب کچھ نادانی یہ کیا سوچ بچار ۱۸ ر
اپنی نادانی پہ پچھتائے بہت ۱۹ ر

جب تک دم تب تک غم پینا ہوگا ۲۳ ر
جب تک جینا تب تک سینا ہوگا ۲۳ ر

موت ہی دلائے اس سے چھٹکارا
جب تک آئے نہ موت جینا ہو کا

ہے خلش کب کی عرصے سے جو سینے میں
اب رہا نہیں لطف ذرا جینے میں
"بال آیا" ایک بار جائے نہ کبھی
دل دماغ میں ہو یا آئینے میں

شخص گفتگو سے جانا جاتا ہے
پیڑ پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے
پاس پاس بسنے سے بھی ہو پہچان
پھیلا گھر سے پہچانا جاتا ہے

ہر دم ہر جا لگے شرافت اچھی
دیش میں لگے اپنے عزت اچھی
جنگل میں مور ناچ کس نے دیکھا
غیر ملک میں ہے نہ سخاوت اچھی

گھر ہی کا چراغ بجھ گیا ہے جب سے
اُس کی تو کمر ٹوٹ گئی ہے تب سے
ہمت نہ رہی اور اُداسی چھائی
کیا کسی کا بھی زور چلا ہے رب سے

وہ ''بہت بھرے بیٹھے ہیں'' کچھ نہ کہو ۹ ز
بہتر ہے یہی بات کہ تم دور رہو ۵ ر
ہو جائیں آپے سے وہ باہر نہ کہیں ۱۳ ر
ہے بھلا اسی میں اپنی راہ چلو ۹ ز

بات کو نہ ''بات ماننا'' بات نہیں ۱ ز
دن کو دن کہنا ہے بجا رات نہیں ۱۷ ر
مت آئے رعب میں کسی کے انساں ۱۵ ر
سچ کو سچ کہنا بھی بڑی بات نہیں ۱۷ ر

''آنکھوں میں ہو حیا'' ہے زن کا گہنا ۱۵ ر
باطن ہو گر صفا ہے تن کا گہنا ۱۵ ر
ہوں نہ گر یہ تو ہیچ ہیں سارے گہنے ۷ ز
تجھ سے جو لگے لاگ ہے من کا گہنا ۹ ر

دیکھے ہیں بہت اکڑ دکھانے والے ۳ ر
گو گردا اُٹھے بات بڑھانے والے ۷ ز
کہتے ہیں جو اپنے کو زباں کا رستم ۹ ر
''چپل بیے'' ہمیں آنکھ دکھانے والے ۷ ز

ہاتھوں میں جوانوں کے ہو باگِ اقلیم ۴ ر
سرپرست ان کی ہو محکم تنظیم ۱۲ ز

شانِ ملک ہوگی ہر دم دو بالا
ملک کی بھی ہوگی دنیا میں تعظیم

قطرہ دریا میں دریا ہوتا ہے
ذرہ صحرا میں صحرا ہوتا ہے
منصور کا دعویٰ اناالحق تھا ٹھیک
جو ملے خدا میں وہ خدا ہوتا ہے

تیرا ہر کام جاودانی پایا
اور پختہ تر بے روانی پایا
دیکھا نہ پختہ جب کسی کا بھی کام
اس بنا پہ تجھ کو لاثانی پایا

سوغات ترے چمن کی [illegible] جاتا ہوں
حظ اُٹھا کے پھر گیت تیرے گاتا ہوں
رس بھری نہ سوغات ختم ہوگی کبھی
سوغات ازل ہی سے یہاں پاتا ہوں

کائنات میں تیری، جنت ہے زمیں
ہیچ ہے مقابل میں جو خلد بریں
اس کے ہے ثبوت میں ہماری یہ دلیل
جانے کو تیار وہاں ایک نہیں

بیٹے کے یہاں ہوا ہے بیٹا پیدا
گھر کا گھر ہو گیا ہے روشن اس کا
آنکھوں کا نور مل گیا ہے اس کو
دل کا بھی سرور پا گیا ہے دادا

"منھ کا میٹھا پیٹ کا کھوٹا" ہے جو
ایسے کی صحبتوں سے تم دور رہو
بھول کر بھی کرنا نہ بھروسہ اس پہ
اعتبار کے وہ نہ کبھی لائق ہو

جو گرجتے ہیں وہ نہ برستے ہیں کبھی
شیخی بازوں کی ہوتی ہیں باتیں سبھی
پتھر میں کیڑے کو دے رزق خدا
جس کا اس نے نہیں کیا ذکر کبھی

دولت بن عزت نہ کرے کوئی یہاں
دولت ہوگر پاس تو پوجے ہے زماں
مفلسی میں چھوڑ دیتے ہیں یار سبھی
ہے یہی زمانے کا دستور میاں

لین دین میں الفت میں ہو نہ دغا
با وفا تو بن اور تو بن صاف کھرا

زندگی میں یوں تیرا ہو چال چلن ۹ ز
ہر طور رہے تا کہ بھروسہ بھی بنا ۵ ر

بندھی مٹھی لاکھ برابر ہے سدا ۱۷ ر
رہتا ہے بھروسا راز داری سے بنا ۱ ر
پھوٹ ہو تو ہو جاتا ہے ملک غلام ۱۰ ز
''یک دِل آدم'' لاکھ سے ہوتا ہے سوا ۱۷ ر

''بات ہے'' نہ جاؤ اس کی باتوں پر ۱۱ ز
ہر گھڑی اُڑائے بے پر کی یکسر ۱۱ ز
جس نے بھی کیا اس کی باتوں پہ یقیں ۷ ر
کھائی ہے اسی نے پھر یقیناً ٹھوکر ۳ ر

''باتوں باتوں میں'' وہ دِکھاتا ہے ہنر ۱۳ ر
ہر اک پر چھوڑتا ہے مضبوط اثر ۱۳ ر
ایک ایک کو رام بنا لیتا ہے ۷ ز
''باتوں کا دھنی'' ایسا آیا نہ نظر ۷ ر

کرتا ہے اصل کبھی کسی سے نہ خطا ۱ ر
ہوتی ہے نہ بے اصل سے مطلق ہی وفا ۱ ر
فرق ہے شریفوں میں رذیلوں میں یہی ۱ ز
اپنے ہی عمل کا وہ پاتے ہیں صِلا ۷ ر

بے محل زبان پیارے کھولا نہ کرو	۹	ز
وقت ہو خوشی کا غم گھولا نہ کرو	۹	ز
''وقت وقت کا راگ اچھا ہوتا ہے''	۷	ز
بے وقت کا راگ دوست بولا نہ کرو	۱	ر

رودکی اور زارعلامی کے چار آہنگوں میں رباعیات

کانوں کی کبھی سیج پہ آئے جھٹ پٹ	۹	ر
پھولوں کی سیج پر وہ بدلے کروٹ	۱۵	ر
نیند کے بدلتے ہیں دیکھے تیور	۱۱	ز
سولی پہ کبھی آجائے بے نٹ کھٹ	۱۱	ر

ایم پی بننے کا حق تم اس کو دو	۲۳	ر
بے مثال چور نامور ڈاکو ہو	۳	ز
کنبہ پروری کی جس کو ہو بس فکر	۱۲	ز
قوم دیش کی وہ نہ کبھی سوچے جو	۷	ز

ہے دُرّ خوش آب ہر رباعی اپنی	۳	ر
ہے درِ یتیم سے بھی اک اک یہ بنی	۱	ز
درّ یکتا سے چن کے سجایا اس کو	۷	ز
ہے گنج الماس کی اعلیٰ یہ کنی	۱۷	ر

پیٹ پالنا کُتا بھی جانے ہے ۱۱ ز
کُتا مالک کو بھی پہچانے ہے ۲۳ ر
خود غرض نہیں ہوتے جانور کبھی ۱۷ ز
انسان مگر یہ بھی نہیں جانے ہے ۳ ر

''آنچل میں بات باندھ لے یار ابھی ۱۳ ر
جیون کی نیّا بھی لگے پار تری ۱۷ ر
زندگی گزار راہ نیک میں سدا ۱۳ ز
راہ کیوں نہ ہو ہر دم دشوار تری ۹ ر

''آشنائی ملّا تا سبق'' ہے مقصود ۸ ز
مطلب نہ رہا تو پھر یاری مفقود ۱۲ ہ ر
اقدار بدل گئیں، بدل کندن چال ۱۴ ر
ہو ایسے آشنا سے یاری محدود ۱۶ ر

ایک ایک دم سو سو سُر بدلے جو ۱۱ ز
اس سے نہ کسی بات کی اُمید کرو ۵ ر
کھاؤ نہ کہیں بڑی خطا جیون میں ۳ ر
بہتر ہے یہی تم اس سے دور رہو ۷ ر

''دیکھ کر ترا کیا لیتا ہے'' یہ بتا ۹ ز
دل جلے سے پوچھ جو وہ لیتا ہے مزا ۱ ز

عشق میں جو کر دیتا ہے جان نثار	۱۰	ز
وہ ہوتا ہے مجنوں کی صف میں کھڑا	۱۹	ر
وقت پر مدد لے کر آیا جب یار	۱۲	ز
گز بھر کی ہوگئی یہ چھاتی سرکار	۱۶	ر
حوصلے بھی اپنے پھر ہوگئے بلند	۱۸	ز
چہرے پہ نکھار آگیا ہے یک بار	۴	ر
ایک آم کی دو پھانکیں ہیں کندنؔ	۱۱	ز
یا جانو اک سانچے کے دو برتن	۲۳	ر
بال بھر نہیں ہے کندنؔ ان میں فرق	۱۲	ز
سامنے انہی کے نہ کہیں ہو درپن	۷	ز
ماہی کی ہو* جیسے پانی میں جان	۲۴	ر
آدمی کی ہو معاشرے سے پہچان	۴	ز
ہوں اگر جدا دونوں اپنے گھر سے	۱۱	ز
مٹ جاتا ہے ان کا پھر نام و نشان	۲۰	ر
''شیخی کافور ہوگئی'' دم بھر میں	۱۵	ر
چہرہ لٹکائے جا بیٹھے گھر میں	۲۳	ر
شیخی میں آنا ہے'' کہاں اچھی بات	۲۲	ر
دھول بھی چٹا دیتی ہے پل بھر میں	۱۱	ز

بے مثل جمال بھی بہت دیکھے ہیں
صاحبِ کمال بھی بہت دیکھے ہیں
کیوں ڈال کے رہتے ہیں ہنر پر پردہ
''گدڑی میں لال'' بھی بہت دیکھے ہیں

''آنکھیں نہ اُٹھانا'' ہے جو تیری خُو
کس سے یہ ادا پائی تم نے گل رُو
روح کو بھی تازگی دے ہے تیرا رُو
پاس بیٹھ کر دِکھا مُجھے یہ خوش گلو

ہے چراغ کے تلے اندھیرا ہر چھن
ہیں موج اُڑاتے ہر سو اب رہزن
مصنف کو بھی ڈر ان کا رہے جب ہر دم
پکڑے انصاف کا وہ کیسے دامن

پانی میں کیا آگ لگائی تم نے
اپنوں میں کدورت پھیلائی تم نے
آرام گیا چھِن گیا آپس کا
زندگی اجیرن ہے بنائی تم نے

بیٹھے ہیں اُداس اب انھیں کچھ نہ کہو
ہوسکے تمھیں سے بس خاموش رہو

ہو نہ جائیں وہ آپے سے باہر کندنؔ ۷ ز
بہتری اسی میں ہے کہ تم دور رہو ۱ ز

''گھاٹ گھاٹ کا پانی'' پی کر آیا ۱۱ ز
ثانی تیرا پھر بھی نہ اب تک پایا ۲۱ ر
دیدہ ور تو جہاں میں ہیں لوگ بہت ۱۳ ر
بھید پھر بھی تیرا نہ ابھی تک پایا ۷ ز

مستقل مزاج راہ سے کب بھاگے ۳ ز
منزل میں رہتے ہیں سب سے آگے ۲۳
دم جاکے وہ منزل پہ ہیں لیتے کندنؔ ۹ ر
چار پہر سولی ہو چاہے آگے ۱۱ ز

دشمن ہو حقیر بھی یہ تم مت مانو ۳ ر
دشمن کی حقیقت کو تہہ تک جانو ۹ ر
اک چنگاری کردے دنیا کو خاک ۲۴ ر
آگ اور بیری کو تم کم مت آنکو ۱۲ ز

ایک ہے نہیں ہے جس کا ثانی کوئی ۱۱ ز
رہتا ہے وہ ہر چیز میں ہر دم مخفی ۹ ر
دیکھنے کی حاصل ہو بصیرت جس کو ۷ ز
بس پاتا ہے اس کا دیدار وہی ۱۹ ر

''کچھ تم سمجھے کچھ ہم سمجھے'' جب سے ۲۳ ر
گھر چلانے کا طریقہ آیا تب سے ۳ ز
اس سلیقے کو بھی سب سمجھیں انساں ۱۲ ز
کندنؔ مانگے ہے یہ دُعا اب رب سے ۲۱ ر

ہے ''نیکوں کو شول بدوں کو ہے پھول'' ۲۲ ر
مصنف سے جانے کیوں ہوتی ہے بھول ۲۴ ر
ہرگز نہ رکھے یونہی یہ جاری کھلواڑ ۴ ر
اس طرح تو قانون کی ہلتی ہے چول ۸ ز

جب نوکر رکھتا ہو آگے چاکر ۲۳ ر
نکلے نہ نتیجہ بھی کبھی تب بہتر ۳ ر
لاکھ کوششیں ہی کیوں نہ کرلے انساں ۴ ز
پھر ممکن کام بھی نہ ہوگا فر فر ۱۵ ر

نکلے ہوئے اب دانت نہ اندر جائیں ۹ ر
دل سے نکلے راز نہ چھپنے پائیں ۲۱ ر
چھوڑ کر کمان، تیر نہ واپس آئے ۷ ز
''لاکھ عقل کے بھی گھوڑے دوڑائیں'' ۱۱ ز

ناداں کی دوستی میں ہے جی کا زیاں ۱ ر
کم فہم کی چاہت میں ملے چین کہاں ۵ ر

بہتری اسی میں ہے بس دور رہو	۹	ز
ہر گھڑی اُٹھانا پڑتا ہے نقصاں	۱۱	ز

آگئے مرادوں کے دن اب کندنؔ	۱۱	ز
کچھ دن کا موسم ہوتا ہے جوبن	۲۳	ر
ان کو ایسا گزارو بس یاد رہیں	۱۳	ر
پیری میں کرو ناز انھیں پر ہر چھن	۹	ر

بار ہا مرے چور پرائے دھن پر	۷	ز
تذلیل بھی ہے ہوتے دیکھا اکثر	۱۱	ر
مرتی جو چور کی ہی ماں گر فوراً	۱۵	ر
ہوتا نہ گناہ پھر کبھی بھی بدتر	۳	ر

"گھر کی مرغی دال برابر" مت جان	۲۲	ر
اس سے بڑھ کر کب ہے کوئی پکوان	۲۳	ر
چوچلے یہ چھوڑ دو امیروں کے سب	۳	ز
اپنی اوقات کو تو ہردم پہچان	۱۲	ر

جو گزری سو دل پر گزری اپنے	۲۳	ر
ہنس ہنس کر جو اُٹھائے ہم نے صدمے	۱۵	ر
ہمت ہو عطا ایسی سب کو کندنؔ	۱۱	ر
کچھ زباں سے اُف نہ ہو جو ٹوٹیں سپنے	۳	ز

''کیا یاد کروگے'' کہ ملا تھا کوئی ۹ ر
ساتھ دو گھڑی کبھی رہا تھا کوئی ۳ ز
دو پل کی ملاقات نہ بھولے گی تمھیں ۵ ر
آہ دِل سے نکلے گی ملا تھا کوئی ۷ ز

''کیا بات ہے'' ایسا بھی دیکھا نہ شباب ۸ ر
چلمن سے جھلکتا ہے، نہیں جس کا جواب ۶ ر
دیکھتے ہی تعریف میں پھر ہر اِک کے ۷ ز
''چشم بددور'' منہ سے نکلے ہے شتاب ۱۴ ر

آنچل کو سینے پر دوہرا نہ گرا ۱۹ ر
گردوں کے نہیں تارے مت ان کو چھپا ۷ ر
لگتی ہے ہر چیز نمائش سے خوب ۲۲ ر
کب چھپانے سے کنول جوانی کا چھپا ۱ ز

کیا ہے جو تجھے نہیں جوانی کا دھیان ۲ ر
کر اپنی ہمت کی تو فوراً پہچان ۲۲ ر
تو مارے پیر تو زمیں ہل جائے ۱۵ ر
راہِ بد پہ چل کے کر نہ اُس کو قربان ۴ ز

آنکھوں میں کاٹے جاتا ہے گل رُو ۲۳ ر
جانے کیا گل کھلائے گا اب خوش خُو ۱۵ ر

اس سے جو لگی لاگ نہ بجھنے پائے ۹ ر
آبرو مٹا دیتی ہے جھٹ ہر سُو ۱۱ ز

آیا ہے جو پھر لوٹ کے ماہِ ساون ۹ ر
آگ جاگ اُٹھی ہے دل میں ساجن ۱۱ ز
آگ کو بجھانے کی کرو جلد سبیل ۲ ز
پھونک دے نہ پھر کہیں یہ دِل کا آنگن ۳ ز

عشق میں ہو ہر دم پارہ پارہ دِل ۱۱ ز
نیک بد سبھی کام کا ملتا ہے محاصل ۶ ز
ہوتا یہ جہاں عالمِ ہیبت کا مکاں ۵ ر
ہوتا نہ میسّر آدم کو جو دِل ۱۱ ر

لا صبوح کا جام پلا دے مجھ کو ۷ ز
تیرا ہو کر ہی جلد پا لوں تجھ کو ۱۵ ر
ہوتا ہے یہی وقت تیرے ملنے کا ۹ ر
بس صبوحِ معرفت پلا دے مجھے کو ۳ ز

بیسویں صدی کا ہے یہ اجمالاً راز ۴ ز
کی زمین سے تا چاند مظفر پرواز ۸ ز
مٹھی میں کیے ارض و سما اس نے قید ۸ ر
کھولے سنچار کے نئے مخفی راز ۱۶ ر

ہے شعاعِ مہر میں ضیا بھی تری ۳ ز
ہے مہر کے چہرے پہ جلا بھی تیری ۹ ر
ذرّوں کی چمک دمک میں ہے تو موجود ۴ ر
ہے عطا مرے دل کو صفا بھی تیری ۷ ز

مفلس کو کہاں چین ملا دنیا میں ۹ ر
بھوک سے وہ جھوجھتا رہا دنیا میں ۳ ز
دیکھی نہ کبھی رونق اس کے مکھ پر ۱۱ ر
سب ''ہوت کی جوت ہے'' سدا دنیا میں ۳ ر

بھینس کے نہ آگے بیٹھا بین بجا ۹ ز
ناداں سے دانش کی نہ اُمید لگا ۱۷ ر
گونگے سے کیا پوچھے تو گُڑ کا مزا ۱۹ ر
''گونگے کا گُڑ کھٹا کیا میٹھا کیا'' ۲۳ ر

راکھ ہو گیا جل کر گھر کا گلشن ۱۱ ز
ہے غیر نہ کوئی بھی اپنا دشمن ۱۱ ر
ناحق کیوں دوں اور کسی کو میں دوش ۲۲ ر
اپنے گھر سے آگ لگی ہے کندن ۲۱ ر

جس نے اپنی بہشت میں ماری لات ۱۶ ر
دکھلا دی سب کو اس نے اپنی ذات ۲۴ ر

جیون میں نہ پائے گا وہ سکھ مطلق ۱۱ ر
زندگی میں بے چین رہے گا دِن رات ۸ ز

ممسک نے کبھی ساتھ نہ زر کا چھوڑا ۹ ر
لیکن زر دار نے ہے جو زر جوڑا ۱۵ ر
ہے مثل یہ مشہور زمانے میں یار ۸ ز
'یا کھائے گھوڑا یا کھائے روڑا'' ۲۳ ر

''اوچھی پونجی خصم کو کھائے'' ہے سدا ۱۶ ر
نا تجربہ کار دھن گنوائے ہے سدا ۱ ز
نقصان اُٹھا کے جو لے کندن سیکھ ۱۲ ر
جیون میں الطاف اُٹھائے ہے سدا ۱۷ ر

آج چاند نکلا ہے کدھر سے کندن ۷ ز
باغ باغ ہوگیا ہے دِل کا آنگن ۳ ز
کیسے حاصل ہوئی یہ من چاہی چیز ۱۷ ر
خواہش مدّت سے تھی جس کی ہر چھن ۲۳ ر

'آئے کی ہو خوشی نہ ہو گئے کا غم' ۱۵ ر
ایسے سے تعلق ہی نہ رکھتے ہیں ہم ۹ ر
ایسے سے رہے میل تو جی کا ہو زیاں ۵ ر
ہر قدم پہ غم ہی غم زبس نکلے دم ۳ ز

مخلوق تری جس حالت میں ہو کہیں
خدمت میں مستعد رہوں جلد وہیں
کام ان کے آؤں ہے یہ مقصد میرا
اور زندگی میں کوئی چاہ نہیں

ہر بحر کی ناپی گہرائی ہم نے
آنکی ہر کوکب کی اونچائی ہم نے
اک دِل کی گہرائی نہ تم جان سکے
کتنی حسرتیں اس میں چھپائی ہم نے

''سچ ہیں'' بزرگوں نے جو قول کہے
تہذیب و اخلاق کا ہیں حصّہ بنے
رہتے ہیں ملک و قوم ان سے زندہ
جو سینہ بسینہ ان سے ہم کو ہیں ملے

کام آج کا جو ہو نہ کل پر ٹالو
کندن اگلی گھڑی نہ جانے کیا ہو
دور اندیشی اس میں ہے بس لوگو
کام آج کا جو ہو ابھی کر ڈالو

بیچ زندگی کو نہ تو پانی کے مول
جیون جو تجھے ملا بہت ہے انمول

رائیگاں نہ جائے اک بھی پل اس کا   ۱۱   ز
رازِ کائنات جو ہیں پوشیدہ کھول   ۴   ز

آدمی ہی آدمی میں دیکھے انتر   ۳   ز
کچھ یہاں ہیں ہیرے تو کچھ ہیں کنکر   ۱۱   ر
جانتے ہیں جب ہم ان کے عیب و ہنر   ۹   ز
اوسان خطا ہو جاتے ہیں سُن کر   ۱۱   ر

ہر ایک طبیعت کی ہو تجھ کو پہچان   ۱۰   ر
چھیڑ چھاڑ ہر اک سے نہ کر میری مان   ۸   ز
ہر وقت تمسخر یہ بنادے نہ ذلیل   ۶   ر
"کچھ سے کچھ ہو جاتا ہے" میری جان   ۲۰   ر

اے انسان "نیکی کر دریا میں ڈال"   ۲۴   ر
احسان کبھی کرکے اس کو نہ اُچھال   ۸   ر
بہتری اسی میں ہے بھلا دے اس کو   ۳   ز
بدلے میں جس کے کچھ ملنا ہے محال   ۲۰   ر

چندیا سے اب دور سرک تم جاؤ   ۷   ز
چلتے پھرتے نظر یہاں سے آؤ   ۱۵   ر
کیوں ہوئے بھوت کی طرح سر پہ سوار   ۱۴   ر
تم اور کسی کا جاؤ بھیجا کھاؤ   ۳   ر

دِل کو دِل سے ہوتی ہے چاہ سدا
طرفین سے ہو وفا تو آتا ہے مزا
یک طرفہ چڑھے عشق نہ پر وان کبھی
ہو نظیر ایسی دنیا میں تو بتا

جھوٹ کو ملا جب نہ کبھی پختہ مکاں
کیوں کہتے ہیں لوگ نہیں سچ کا زماں
سچ سے ملتی ہے جو مسرت دِل کو
ایسا مِلتا ہے جھوٹ سے لطف کہاں

دوستی میں نادان بُرا ہوتا ہے
انسان کا انسان بُرا ہوتا ہے
زردار کا مت اُٹھا احسان کبھی
اوچھے کا احسان بُرا ہوتا ہے

علام سحر[1] عشق آبادی اور زار[2] علامی کے چار آہنگوں میں رباعیات

''آبرو بڑی چیز ہے'' تو بچا اسے ۳ س[1]
دام اس کے تو لگا کے مت گنوا اُسے ۱۳ ز[2]
اے صنم حیا ہی ہے تیرا زیور ۱۱ ز
آنکھوں میں رکھ سدا نہ کر جُدا اُسے ۷ س

حاصل بھی نہ ہو عزت آبرو جہاں ۶ س
دم بھر کو بھول کر نہ جائے ہے وہاں ۷ س
خوا جگاہ ہو کندن یا رب کا گھر ۱۱ ز
''آبرو کا پیاسا سجدہ کرے کہاں ۱۷ ز

رودکی[3] اور علام سحر عشق آبادی کے چار آہنگوں میں رباعیات

خادم نہ کبھی جانے راحت کا نشا ۷ ر
تیلی کے بیل کی طرح رہے پلا ۷ س
ہو روحانی خوشی فقط اُسے نصیب ۸ س
جو رہتا ہے مولا کی لو میں لگا ۱۹ ر

---

۱ ''س'' سے سحر ۲ ''ر'' سے رودکی ۳ ''ز'' سے زار

رودکی اور علام سحر عشق آبادی اور زآر علامی کے تین آہنگوں میں رباعیات

کرنے سے ذرا کام نہ گل جاؤگے ۹ ر
کرنے سے بھلا کام پھل پاؤگے ۹ ر
ایسے نازک نرم نہ تم ذرا ہو ۹ س
موم تو نہیں ہو کہ پگھل جاؤگے ۷ ز

رودکی[1] علام سحر[2] عشق آبادی اور زآر[3] علامی کے چار آہنگوں میں رباعیات

ہو پاپڑ بیلنا عدد کو نہ نصیب ۱۴ ر
کندن مانگے دُعا خدا سے یہ عجیب ۸ س
دنیا میں چل پڑیں ہوائیں اس طرح ۷ س
خوش رہے امیر شاد بھی رہے غریب ۱۴ ز

ہو فراخ دل کی ہر مشکل آساں ۱۲ ز
تنگ دِل کو نہ کوئی بھی پوچھے ہے یہاں ۵ س
رہتا ہے گھرا تنگ دل دشواری میں ۱۱ ر
ہو سخی کا بیڑا ہر دم پار یہاں ۹ ز

''گودڑ کا لعل ہے'' تجھے نہیں پرکھ ۷ س
صاحبِ کمال ہے یہی ذہن میں رکھ ۱ ز
بادلوں کی اوٹ میں ہو جیسے چندا ۳ ز
قدرت نے سیپ میں دیا موتی رکھ ۱۵ ر

---

۱ ''ر'' سے رودکی ۲ ''س'' سے سحر عشق آبادی ۳ ''ز'' سے زآر علامی

رباعیات بے نقاط

دل لگی ہی دل لگی کرے ہے دلدار
دل لگی کی سہہ سکا کہاں کوئی مار
دور دور ہی رہو اسی سے ہر دم
دل لگی ہی کر دے گھر کے گھر مسمار

ٹھوکر کھائے سے سُدھ آئے ہر دم
ہے اللہ ہی دل کا مالک دائم
راہ وہ دکھائے گا کرم کی ہم کو
ہے آس لگی اس کی ہم کو ہم دم

رباعی کے چوّن آہنگوں کا گوشوارہ

رودکی کے چوبیس آہنگ جن میں پہلے مفعول سے شروع ہونے والا بارہ آہنگ جو عمل معاقبہ تخنیق وتد پے وتد سبب پے سبب کے تحت ایجاد ہوئے ۔

۱۔	مفعول	مفاعلن	مفاعیل	فعل	
	اخرب	مقبوض	مکفوف	مجبوب	
۲۔	مفعول	مفاعلن	مفاعیل	فعول	
	اخرب	مقبوض	مکفوف	اہتم	
۳۔	مفعول	مفاعلن	مفاعیلن	فع	
	اخرب	مقبوض	مکفوف	مجبوب مخنّق	
۴۔	مفعول	مفاعلن	مفاعیلن	فاع	
	اخرب	مقبوض	مکفوف	اہتم محقق	
۵۔	مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعل	
	اخرب	مکفوف	مکفوف	مجبوب	حشو اوّل از روئے معاقبہ
۶۔	مفعول	مفاعیل	مفاعیل	فعول	//
	اخرب	مکفوف	مکفوف	اہتم	//
۷۔	مفعول	مفاعیلن	مفعول	فعل	//
	اخرب	مکفوف	مکفوف مخنّق	مجبوب	//
۸۔	مفعول	مفاعیلن	مفعول	فعول	//
	اخرب	مکفوف	مکفوف مخنّق	اہتم	//
۹۔	مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فع	//
	آخرب	مکفوف	مکفوف	مجبوب مخنّق	//

۱۰۔	مفعول	مفاعیل	مفاعیلن	فاع	//
	اخرب	مکفوف	مکفوف	اہتم مخنّق	//
۱۱۔	مفعول	مفاعیلن	مفعولن	فع	
	اخرب	مکفوف	مکفوف مخنّق	مجبوب مخنّق	حشو اول از روے معاقبہ
۱۲۔	مفعول	مفاعیلن	مفعولن	فاع	
	اخرب	مکفوف	مکفوف مخنّق	اہتم مخنّق	

بارہ مفعولن والے اوزان

۱۔	مفعولن	فاعلن	مفاعیل	فعل	
	اخرب	مقبوض مخنّق	مکفوف	مجبوب	
۲۔	مفعولن	فاعلن	مفاعیل	فعول	
	اخرب	مقبوض مخنّق	مکفوف	اہتم	
۳۔	مفعولن	فاعلن	مفاعیلن	فع	
	اخرب	مقبوض مخنّق	مکفوف	مجبوب مخنّق	
۴۔	مفعولن	فاعلن	مفاعیلن	فاع	
	اخرب	مقبوض مخنّق	مکفوف	اہتم مخنّق	
۵۔	مفعولن	مفعول	مفاعیل	فعل	
	اخرب	مکفوف مخنّق	مکفوف	مجبوب	پہلا حشو از روے معاقبہ
۶۔	مفعولن	مفعول	مفاعیل	فعول	
	اخرب	مکفوف مخنّق	مکفوف	اہتم	//
۷۔	مفعولن	مفعولن	مفعول	فعل	
	اخرب	مکفوف مخنّق	مکفوف مخنّق	مجبوب	//

۸۔	مفعولن	مفعولن	مفعول	فعول	
	اخرب	مکفوف مخنق	مکفوف مخنق	اہتم	//
۹۔	مفعولن	مفعول	مفاعیلن	فع	
	اخرب	مکفوف مخنق	مکفوف	مجبوب مخنق	//
۱۰۔	مفعولن	مفعول	مفاعیلن	فاع	
	اخرب	مکفوف مخنق	مکفوف	اہتم مخنق	
۱۱۔	مفعولن	مفعولن	مفعولن	فع	
	اخرب	مکفوف مخنق	مکفوف مخنق	مجبوب مخنق	
۱۲۔	مفعولن	مفعولن	مفعولن	فاع	
	اخرب	مکفوف مخنق	مکفوف مخنق	اہتم مخنق	

جناب علام سحر عشق آبادی کے دریافت کردہ مفعول والے آہنگ یہاں بھی اب دیکھیں گے کہ معاقبہ کا یہ اصول اور سبب پے سبب اور تد پے وتد کا دستور کارفرما ہیں۔

۱۔	مفعول	مفاعلن	مفاعلن	فعل	یہاں حشو دوم مفاعلن مقبوض
	اخرب	مقبوض	مقبوض	مجبوب	از روئے معاقبہ آیا ہے
۲۔	مفعول	مفاعلن	مفاعلن	فعول	//
	اخرب	مقبوض	مقبوض	اہتم	
۳۔	مفعول	مفاعیل	مفاعلن	فعل	یہاں حشو اوّل و دوم مکفوف مقبوض
	اخرب	مکفوف	مقبوض	مجبوب	از روئے معاقبہ آیا ہے
۴۔	مفعول	مفاعیل	مفاعلن	فعل	
	اخرب	مکفوف	مقبوض	مجبوب	یہاں حشو اوّل و دوم از روئے معاقبہ آئے ہیں

۵۔ مفعول مفاعیلن فاعلن فعل
اخرب مکفوف مخنق مقبوض مخنق مجبوب //

۶۔ مفعول مفاعیلن فاعلن فعول
اخرب مکفوف مخنق مقبوض مخنق اہتم //

مفعولن والے آہنگ

۱۔ مفعولن فاعلن مفاعلن فعل یہاں حشو دوم مفاعلن تیسرا
اخرب مقبوض مخنق مقبوض مجبوب رکن از روئے معاقبہ آیا ہے

۲۔ مفعولن فاعلن مفاعلن فعول
اخرب مقبوض مخنق مقبوض اہتم //

۳۔ مفعولن مفعول مفاعلن فعل یہاں حشو اوّل مفعول مکفوف
اخرب مکفوف محقق مقبوض مجبوب مخنق از روئے معاقبہ آیا ہے

۴۔ مفعولن مفعول مفاعلن فعول
اخرب مکفوف مخنق مقبوض مخنق مجبوب

۵۔ مفعولن مفعولن فاعلن فعل
اخرب مکفوف مخنق مقبوض مخنق مجبوب یہاں حشو اوّل مکفوف مخنق

۶۔ مفعولن مفعولن فاعلن فعول از روئے معاقبہ آیا ہے
اخرب مکفوف مخنق مقبوض مخنق اہتم //

ڈاکٹر زار علامی جانشین حضرت علامہ سحر عشق آبادی کے دریافت کردہ فاعلن والے آہنگ رباعی جو موصوف نے بحر ہزج کے رکن مفاعیلن پر عمل قبض اور کف سے مفاعیل حاصل کر کے پھر عمل خرم سے مفاعیل سے (فاعیل) مفعول حاصل کر کے از روئے معاقبہ جیسا کہ مفاعلن کی جگہ مفاعیل رکھے جاتے ہیں اور خرم کے بعد فاعلن اور مفعول حاصل کر کے از روئے معاقبہ مفعول کی جگہ فاعلن رکھ کر درج ذیل چار اصل آہنگ ایجاد کیے۔

۱۔	فاعلن	مفاعلن	مفاعیل	فعل/فعول
۲۔	فاعلن	مفاعیل	مفاعیل	فعل/فعول
۳۔	فاعلن	مفاعلن	مفاعلن	فعل/مفعول
۴۔	فاعلن	مفاعیل	مفاعلن	فعل/فعول

اور پھر عمل تخنیق سے درج ذیل اٹھارہ آہنگ رباعی کے میدان میں جوڑے۔

۱۔	فاعلن	مفاعلن	مفاعیل	فعل
	اشتر	مقبوض	مکفوف	مجبوب
۲۔	فاعلن	مفاعلن	مفاعیل	فعول
	اشتر	مقبوض	مکفوف	اہتم
۳۔	فاعلن	مفاعلن	مفاعیلن	فع
	اشتر	مقبوض	مکفوف	مکفوف مخنق
۴۔	فاعلن	مفاعلن	مفاعیلن	فاع
	اشتر	مقبوض	مکفوف	اہتم مخنق
۵۔	فاعلن	مفاعیل	مفاعیل	فعل
	اشتر	مکفوف	مکفوف	مجبوب
۶۔	فاعلن	مفاعیل	مفاعیل	فعول
	اشتر	مکفوف	مکفوف	اہتم

۷۔	فاعلن	مفاعیل	مفاعیلن	فع
	اشتر	مکفوف	مکفوف	مجبوب مخنق
۸۔	فاعلن	مفاعیل	مفاعیلن	فاع
	اشتر	مکفوف	مکفوف	اہتم مخنق
۹۔	فاعلن	مفاعیلن	مفعول	فعل
	اشتر	مکفوف	مکفوف مخنق	مجبوب
۱۰۔	فاعلن	مفاعیلن	مفعول	فعول
	اشتر	مکفوف	مکفوف مخنق	اہتم
۱۱۔	فاعلن	مفاعیلن	مفعولن	فع
	اشتر	مکفوف	مکفوف مخنق	مجبوب مخنق
۱۲۔	فاعلن	مفاعیلن	مفعولن	فاع
	اشتر	مکفوف	مکفوف مخنق	اہتم مخنق
۱۳۔	فاعلن	مفاعلن	مفاعلن	فعل
	اشتر	مقبوض	مقبوض	مجبوب
۱۴۔	فاعلن	مفاعلن	مفاعلن	فعول
	اشتر	مقبوض	مقبوض	اہتم
۱۵۔	فاعلن	مفاعیل	مفاعلن	فعل
	اشتر	مکفوف	مقبوض	مجبوب
۱۶۔	فاعلن	مفاعیل	مفاعلن	فعول
	اشتر	مکفوف	مقبوض	اہتم
۱۷۔	فاعلن	مفاعیلن	فاعلن	فعل
	اشتر	مکفوف	مقبوض مخنق	مجبوب
۱۸۔	فاعلن	مفاعیلن	فاعلن	فعول
	اشتر	مکفوف	مقبوض مخنق	اہتم

اس طرح مندرجہ بالا علام سحرؔ عشق آبادی کے نئے چھ آہنگ بصدر رکن مفعول اور چھ آہنگ بصدر مفعولن نیز ڈاکٹر اوم پرکاش زارؔ علامی کے نئے اٹھارہ آہنگ بصدر فاعلن اشتر کے ایجاد ہونے کے بعد امام قسطان کے شجرہ اخرب و اخرم میں رودکی کے چوبیس آہنگوں کو تقسیم کرنے کی بات تو خود بخود گمراہ کن ثابت ہو جاتی ہے۔اب ان چوّن آہنگوں کو دو کی بجائے تین شجروں میں برابر برابر اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ بصدر رکن مفعول اخرب اٹھارہ یعنی رودکی کے بارہ اور سحرؔ عشق آبادی کے چھ

۲۔ بصدر رکن مفعولن اخرب اٹھارہ یعنی رودکی کے بارہ اور سحرؔ عشق آبادی کے چھ

۳۔ بصدر رکن فاعلن اشتر اٹھارہ زارؔ علامی کے

ہماری دیگر مطبوعات

۱۔ **ارمغانِ کندن** (**مجموعہ کلام**) غزلیات، نظمیات، قطعات، مثنوی لذت عشق 1987 اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے شائع ہوئی۔ اس پر مغربی بنگال اردو اکادمی نے انعام دیا۔

۲۔ **مثنوی لذتِ عشق** بر زبان ہندی 1987

۳۔ **رباعیات اختر**، مرتبہ کندن لال کندنؔ، اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے 1989 میں شائع ہوئی۔

۴۔ **تاریخی مثنویاں** (**شمالی وجنوبی ہند میں**) تحقیقی وتنقیدی مطالعہ اشاعت اوّل فخرالدین علی احمد میموریل کمپنی لکھنؤ کے مالی تعاون سے۔ 1990 میں اس پر اردو اکادمی دہلی، اردو اکادمی یوپی اور بھاشا وبھاگ پٹیالہ نے شیلڈ اور نقد انعام عطا کیا۔

۵۔ **تاریخی مثنویاں** اشاعت دوم، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس کے تعاون سے 2001

۶۔ **ارمغان عروض** اشاعت اوّل قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مالی اشتراک سے 2000 جس پر اردو اکادمی دہلی نے پہلا انعام وشیلڈ عطا کی۔ یوپی اردو اکادمی نے بھی نقد انعام وتوصیفی سند عطا کی۔
● **ارمغان عروض** اشاعت (دوم) ● 2003 **ارمغان عروض** اشاعت (سوم) ● 2008 **ارمغان عروض** پاکستان سے، ہماری اجازت کے بغیر 2005

۷۔ **چونؔ آہنگوں پر مشتمل رباعیات** کندنؔ 2003 میں دہلی اردو اکادمی کے مالی اشتراک سے شائع ہوئی اس پر مغربی بنگال اردو اکادمی نے انعام عطا کیا۔

۸۔ **چونؔ آہنگوں پر مشتمل رباعیات** کندن بر زبان ہندی 2004

۹۔ **رباعیات وماہیے اور ماہیے کی ہیئت**، اردو اکادمی دہلی کے مالی تعاون سے 2008 میں اس پر بھاشا وبھاگ پٹیالہ نے ساحر لدھیانوی ایوارڈ نقد انعام وشیلڈ عطا کی۔

۱۰۔ "**معراجِ فن**" (علم عروض پر مضامین) قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے مالی تعاون سے منظر عام پر 2010 میں آئی۔ اس پر دہلی اردو اکادمی نے پہلا انعام اور شیلڈ کے ساتھ توصیفی سند عطا کی۔

۱۱۔ **کندن پیارے** (**مجموعہ**) غزلیات، چند قطعات، دو آزاد نظمیں، دہلی اردو اکادمی کے مالی تعاون سے شائع ہوئی۔ 2012

۱۲۔ **مثل ومحاوراتی رباعیات کندنؔ** (چونؔ آہنگوں پر مشتمل) 2012

۱۳۔ **زیر طبع**: (۱) اردو ہندی شعری وشاعری کا عروضی تقابلی مطالعہ
(۲) ارمغانِ یادداشت میں اور میرے تعلق سے (۳) ترجمہ بھاگوت گیتا۔

کندن لال کندن

کندن لال کندن کا تعلق تونسہ شریف کے مردم خیز خطے سے ہے جو وہاں کے حلقوں میں یونان صغیر کہلاتا ہے اور صوفیہ کا مسکن ہے۔ جس کی خاک پاک سے جید ہستیاں پیدا ہوئیں۔ کندن لال تونسہ شریف کے قریب کوٹ قیصرانی پنجاب (پاکستان) میں یکم اپریل 1936ء کو پیدا ہوئے۔ ان کے والد شری لیکھو رام مندان بلوچستان میں انتظامیہ کے رکن تھے اور خوش حال زندگی بسر کرتے تھے۔

کندن لال کندن کو تقسیم ملک کے سانحہ کے بعد پنجاب کے اضلاع کرنال گوڑگاؤں میں دردر کی ٹھوکریں کھانی پڑیں اور ابتدائی تعلیم پنجاب میں حاصل کی۔ بعدازاں ڈاکخانہ کی ملازمت کے سلسلے میں دہلی آئے یہاں سروس کے ساتھ ساتھ تعلیم سلسلہ بھی جاری رکھا بی۔اے تک تعلیم دہلی کالج اجمیری گیٹ میں حاصل کی۔ جسے اب ڈاکٹر ذاکر حسین دہلی کالج کہا جاتا ہے۔ ایم۔اے دہلی یونیورسٹی سے 1968ء میں کیا۔ اس کے بعد اردو میں تاریخی مثنویوں پر تحقیق کرنے کے لیے ایم لٹ میں داخلہ لیا۔ 1970ء میں ایم۔لٹ کی ڈگری حاصل کی بعدازاں دہلی یونیورسٹی سے پی۔ایچ۔ڈی کرنے کے لیے جنوبی وشمالی ہند کی تاریخی مثنویوں پر تحقیقی وتنقیدی مطالعہ کے لیے مقرر ہوئے۔ پی۔ایچ۔ڈی کا مقالہ ایک عرصہ بعد 1990ء میں فخرالدین علی احمد میموریل کمیٹی لکھنؤ کے مالی تعاون سے منظر عام پر آیا۔

''فن عروض'' پر ''ارمغان عروض'' اور ''معراج فن'' قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان کے مالی تعاون سے منظر عام پر آ چکی ہیں۔ اس سے پیشتر دو مجموعہ چوں آہنگوں میں رباعیات پر آ چکے ہیں۔ زیر مطالعہ تصنیف مثل ومحاوراتی رباعیاں (چوں آہنگوں پر) تیسرا مجموعہ ہے جس میں رباعیوں کے چھتیس اوزان بحر رجز اور چون آہنگ بحر ہزج کے تحت بھی درج کر دیے ہیں۔ جسے میں ارباب فکر ونظر کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ یہ ہماری گیارہویں تصنیف ہے۔ امید ہے یہ تصنیف بھی ہماری دیگر تصنیفات کی طرح اہل ذوق اور اہل علم کی نگاہوں میں مقبول اور احترام کی نگاہوں سے دیکھی جائیگی۔

ISBN: 81-901709-9-6

Printed at JK Offset Printers, Delhi